نامے عِفّت کے بنام خالد

۱۴-۴-۹۶ء

محترم خالد بھائی، تسلیم و تعظیم!

رات بھر جاگ کر "فارقلیط" کی تلاوت کی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کارنامہ آپ کا نہیں بلکہ خود دستِ ایزدی نے انجام دیا ہے۔ ایسی مقدس و مؤثر ہم قافیہ نظم لکھنا کسی انسان کا کام نہیں ہے۔ اب مجھے پتہ چلا کہ شاعری سچ مچ جزوِ پیغمبری ہے۔ یقیناً اللہ میاں نے آپ کو ایک پیغمبر کا ذہن عطا ہے۔ میں سوچ رہی ہوں۔ آپ کی عظمت و تعریف میں بہت سے قصیدے لکھے گئے۔ ہزاروں ورق سیاہ کئے گئے۔ لیکن وہ سب کچھ کم ہے۔ بہت کم۔ وہ الفاظ ابھی دنیا کی کسی زبان میں ایجاد نہیں ہوئے جس سے آپ کی ستائش کی جائے۔ آج کون ہے جو آپ کے ارفع و اعلیٰ کلام کی داد دے سکے، اگر غالبؔ و اقبالؔ ہوتے تو صحیح معنوں میں آپ کو سمجھ سکتے۔ ویسے بھی فارقلیط کی داد کوئی انسان نہیں دے سکتا بلکہ اس کی ستائش مکمل طور پر خود جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہی کر سکتے ہیں۔ جن کی شان میں آپ نے عقیدت و محبت کے پھول نعت کے چمن میں کھلائے ہیں۔ میں بھی آپ کو دعا دیتی ہوں۔ اللہ میاں آپ کو بہ طفیل سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمر دراز عطا فرمائے۔ دنیا کی ساری خوشیاں آپ کو دے۔ غم کا ہلکا سا سایہ بھی کبھی آپ پہ نہ پڑے۔ آمین
بار بار میں نے آپ کو اپنا بھائی کہا ہے۔

چہ نسبت خاک را بہ عالمِ پاک

آپ نے برا تو نہیں مانا۔

آپ کی ناچیز بہن
عفت

۱۲ مئی ۱۹۶۶ء

میرے محترم خالد بھائی! تسلیم بصد تعظیم!

میری محبت اور عقیدت کو آپ افسانہ و افسوں نہ بنائیے۔ مجھے حق ہے آپ کے بارے میں جس طرح چاہوں سوچوں! میں چمکتے ہوئے آفتاب سے نظریں نہیں ملا سکتی۔ لیکن اس کی آب و تاب کی ٹوٹی پھوٹی تعریف تو کر سکتی ہوں۔ آپ اپنے آپ پر فخر نہیں کرتے۔ سچ مچ آپ فرشتہ ہیں۔ زمین کا فرشتہ، لیکن تو میں آپ پر فخر کرتی ہوں۔ وہ ڈالی کب جھکتی ہے جس پر کوئی پھول نہ کھلا ہو۔

میں ریسرچ کر رہی ہوں۔ ارادہ ہے کہ پڑھتی ہی چلی جاؤں گی۔ تاکہ آپ کو خط لکھتے ہوئے مجھے اپنی بے علمی پر شرم نہ آئے اور آپ کو اپنا پیارا بھائی کہنے پر لوگ نہ کہیں کہ کس ذیشان ہستی کو یہ ذرّۂ بے مقدار اپنا بھائی کہنے چلی ہے۔ ویسے کہاں آپ اور کہاں میں۔ آسمان اور زمین کی بات ہے۔

بھابی میرے افسانے پسند کرتی ہیں۔ ہنستی ہوں گی پڑھ کر۔

———— بادل ناخواستہ آپ سے رخصت ہوتی ہوں۔

آپ کی ناچیز بہن

عفت

۱-۷-۶۶

خالد بھائی! تسلیم؟

آج آپ کی مرسلہ کتابیں مل گئیں۔ بے اندازہ۔ بے اندازہ مسرت اور بیکراں احساس تشکر سے مغلوب۔ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ کس طرح اور کیونکر شکریہ ادا کر سکوں گی۔ کاش میں وہاں ہوتی تو جی بھر کے اپنے احساسات کا اظہار کر سکتی۔ اب تو میں اس قدر شرمندہ ہو رہی ہوں۔ کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا ہے۔ اگر ٹوٹی پھوٹی تعریف کروں تو آپ افسانہ و افسوں اور الف لیلہ کی بات کہہ دیتے ہیں۔

آپ نے کہا ہے کہ

ع فخر شیوہ نہیں شریفوں کا

مگر مجھے آپ پر بے حد فخر ہے ۔ آپ جینیئس ہیں ۔ آپ کے ہم عصروں میں آپ کا مرتبہ سب سے بلند و برتر ہے ۔ آپ کی شاعری جزوِ پیغمبری ہے ۔ بہت سے سمجھتے ہیں اور بہت سے سمجھتے بھی نہیں ۔ اتنا سارا علم حاصل کرنا بے حد حیرتناک بات ہے ۔

اللہ میاں آپ کو اتنی طویل ــــــ اتنی طویل ــــــ اتنی طویل عمر دے کہ آپ پر نانا پر دادا بن جائیں ۔ (آمین)

آپ کی دُور اُفتادہ بہن

عفت

۹-۹-۶۶

میرے خالد بھائی ۔ تسلیم و تعظیم !

آپ نے مجھے تم سے مخاطب کیا ہے ۔ بلاشبہ یہ میری لیے ادبی معراج ہے خدا راس لائے ۔ خالد بھائی! خدا میرا گواہ ہے ۔ میں آپ سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گی ۔ ورنہ پہلے ــــ بہت پہلے جب میں ہند و پاک کے مختلف جرائد میں آپ کا کلام پڑھتی تھی ۔ اور "جامِ نوئیں" آپ کی کتابوں کے اعلان دیکھتی تھی ۔ تب بے اختیار میرے دل کی گہرائیوں سے آرزو اُبھرتی تھی ۔ کہ کاش ایسا ہو سکتا کہ مجھے آپ کی تمام کتابیں مل سکتیں ــــ اور آپ مجھے خط لکھتے ــــ میں نے اکثر اللہ میاں سے دعائیں بھی مانگی تھیں ــــ اللہ نے وہی دُعائیں قبول کیں ــــ اور وہ سب کچھ دے دیا جو میں چاہتی تھی ۔ میں نے آپ کا سارا کلام پرچوں سے علیحدہ کر کے ایک البم بنایا تھا ۔ اور "الشجاع" سے آپ کی تصویریں لے کر البم پہ آویزاں کر لی تھی ۔ پھر مجھے آپ کی کتابیں آپ سے ملیں ۔ یقین جانیے یہ الف لیلوی کی بات ہے ۔ آپ کی کتابیں میرے لیے ایک بیش بہا سرمایہ ہیں ۔ جان سے زیادہ عزیز اور قیمتی ۔

آپ کی بہن

"یا عفت"

۷-۱۱-۶۶

خالد بھائی !

اب مجھے یہ بھی فکر نہیں۔ کہ میری تعریف وتوصیف کو آپ افسانہ افسوں بنا کر مجھے شرمندہ کیجئے گا۔ کیونکہ مجھ بے مایہ کے پاس الفاظ کا جو تھوڑا سا سرمایہ تھا وہ پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔ اب اس کے سوا اور کیا کہہ سکتی ہوں۔

ہے بانوائی کے باوصف بے نوا عفّت !

ویسے اپنی تعریف وستائش تو آپ نے پہلے ہی کر دی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے

کیونکر نہ معطّر ہو مشامِ دلِ عفّت

چنبے کی کلی ہے سخنِ حضرتِ خالدؔ

خالد بھائی، کفر والحاد کے اس تاریک دور میں آپ کا وجود روشنی کے مینار سے کم نہیں

اگر آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں ہوتے تو یقیناً سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ صحابی ہوتے۔ اور کچھ تعجب نہ تھا۔ عشقِ رسول کے معاوضے میں آپ کا نام بھی عشرہ مبشّرہ میں شامل کر لیا جاتا۔

——— مجھے آپ سے محبّت بھی ہے اور عقیدت بھی۔ آپ کی دوستی پر مجھے فخر ہے۔

——— جانے وہ وقت کب آئے گا جب میں بذاتِ خود آپ کو سلام کرنے کی سعادت حاصل کروں گی۔

آپ کی خیریت کی خواہاں

عفّت

۱۶ر دسمبر ۱۹۶۶ء

میرے پیارے خالد بھائی !

——— یہاں کے وہ کون صاحب ہیں ——— جن سے آپ کی خط وکتابت ہے کیونکہ میرے

خیال میں یہاں تو کوئی ایسا عالم فاضل نہیں جسے آپ کی دوستی کا فخر حاصل ہو سکتا ہے ——————

——————لیکن آپ کچھ بھی کہیے۔ آخر آپ پر میرا بھی حق ہے۔ ہیں ضد کر کے اپنی بات منوا سکتی ہوں

——————یہاں یونیورسٹی میں اکثر پروفیسروں اور ریسرچ سکالر لڑکیوں نے آپ کا پتہ مجھ سے مانگا۔ مگر میں گول ہوگئی۔ وہ لوگ بھی آپ کو خط لکھتے اور مجھے جلن ہوتی۔ اب تو اپنی حد تک میں تنہا ہوں۔ جسے ایک مایۂ ناز شاعر اور اقبال کے مردِ مومن کی بہن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اپنی یہ مسرت میں کسی اور کو کیوں بخش دیتی۔

آپ کی بہن

عفّی

۲۱ر جنوری ۱۹۶۷ء

میرے عزیز ترین خالد بھائی!

——————آپ میری تعریف کو افسانہ و افسوں بنا دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ صانع کامل کی آپ صنعت کامل ہیں۔ احسن التقویم کی تصویر۔ اللہ میاں نے آپ کو کیا کیا نہیں دیا، فرشتوں کے سے صفات، پیغمبرانہ ذہن۔ خدا کے برگزیدہ بندے ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے آپ ہیں۔

آپ کی بہن

عفت

---

۱۳ اپریل ۱۹۶۰ء

خالد بھائی!

آپ کا پیارا ترین خط ملا۔ اشعار پڑھ کر جھوم جھوم گئی۔ سچ مچ شاعری پیغمبری ہے۔ اور شاعری کی حد تک آپ پیغمبر ہیں۔ کتنے اچھے کیسے حسین شعر ہیں۔ آپ کو نہیں معلوم! آج سے بہت دنوں پہلے مجھے بھی شاعری کرنے کا شوق تھا۔ جب دادا جان زندہ تھے۔ میرا ادبی نام اپنے نام پہ انہوں نے عفت موہانی رکھا تھا۔ اور ساتھ ہی ایک شعر بھی میری بیاض پر لکھ دیا تھا

یارب ہمیں ہو عفت و شرم و حیا نصیب
اور ہوں جناب سیدہ کے قدموں کے قریب

اب تک یہ شعر مجھے پسند تھا۔ مگر آپ کی متلاطم تعریف کے آگے اب ایسا دل سے اترا ہے جسے بلا تشبیہ فرقان قرآن پاک کے بعد سبع معلقہ کعبہ شریف کی دیوار سے اُتر گئے تھے۔

——— آپ کو سب پاکستان کا مایۂ ناز شاعر کہتے ہیں۔ کیا آپ فقط پاکستان ہی کے ہیں ہمارے ہندوستان کے نہیں۔ آپ کو ہند و پاک کا مایۂ ناز شاعر کہنا چاہیئے ———۔ میرا تو یہی خیال ہے کہ اب اقبال کے بعد ساری دنیا کے بڑے شاعر صرف آپ ہی ہیں۔

آپ کی بہن
عفت

---

۱۵ اکتوبر ۱۹۶۷ء

پیارے خالد بھائی! تسلیم

——— ایک وہ وقت تھا جب شاعر اعظم صرف شاعر بھی مانا نہیں جاتا تھا۔ وہ ہیئت پرست ہے۔ ایہام پسند ہے اور نہ جانے کیا کیا! جسے سُن سُن کر میرا خون جلتا تھا۔ مگر دعائے قلب کبھی بے اثر نہیں جاتی۔ میں نے گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگی تھی۔ اللہ میاں میرے خالد بھیا کو وہ مرتبہ وہ فضیلت وہ مقبولیت عطا فرمائے۔ جس کے وہ صحیح معنوں میں حق دار ہیں۔ اللہ نے میری سُن لی۔ آج آپ کے معترضین آپ کے مداحین بن گئے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

کب تک آپ کی عظمت سے روگردانی کرتے۔ کب تک دھاندلی کیے جاتے۔ اور کب تک دل دکھاتے۔

———— مخالفین نے آپ کا دل بھی دکھایا اور میرا بھی — بلکہ آپ اثر کم لیتے تھے ۔ میں زیادہ ————

———— اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے زیادہ شہرت و مقبولیت عطا فرمائے ۔ مجھے دکھ صرف اس بات کا ہے کہ میں کچھ بھی دیکھ نہیں سکتی ۔ کاش مجھے حضرت خضر علیہ السلام ملتے ۔ جیسے اُنھوں نے حضرت تمیم انصاری کو بادل پر بٹھا کر مدینے میں برسا دیا تھا ۔ مجھے بھی کسی بادل میں چھپا کر کراچی پر برسا دیتے !

کاش میں اپنے دل و جگر کا ہار پرو کر آپ کو پہنا سکتی ۔

آپ کی بہن
عفتی

---

۶ ، نومبر سنہ ۱۹۶۷ء

خالد بھائی تسلیم

———— "شامِ عزیز" کی روداد بڑی دلچسپ ہے ۔ آپ تو خیر اہلِ نقد و نظر کے سامنے شمعِ محفل بنے بیٹھے تھے ۔ کیا کچھ آپ نے دیکھا اور سُنا ہوگا ۔ لیکن آپ سے زیادہ فخر و مسرت کا احساس مجھے اتنی دُور رہ کر ہُوا ہے ۔ میں خیال پرست زیادہ ہوں ۔ ۱۰ ، اکتوبر کو میں بھی وہیں موجود تھی جہاں آپ تھے ۔ لیکن خاموش تھی ۔ یا خدا ! وہاں تو جسے دیکھیے ڈاکٹر علامہ ، صدر اور مولانا تھا ۔ بے چاری عفت کا چراغ ان ادبی ہنڈوں کے سامنے کیا جلتا ۔ ویسے میں نے دل کی تمام تر گہرائیوں سے دعا مانگی تھی ۔ آپ کی قدر و منزلت اس سے زیادہ ہو ۔ لاکھوں ستاروں کے درمیان آپ ہمیشہ چاند کی طرح چمکتے رہیں ۔ مجھے بے حد خوشی ہوتی ہے ۔ نظر لگتی ہے آپ میں خالد بھائی ! صورت سیرت ، علم و اخلاق

ع تجھے دینے والے نے کیا کیا دیا ہے ؟

خدا آپ کی حفاظت کرے ۔ اپنے امن و امان میں رکھے ۔

———— آپ کی کتابوں میں بہت کچھ ہے ۔ تنہا فارقلیط کو لیجیے ۔ تو بے شک کہا جا سکتا ہے ۔

ع ہست قرآں در زبانِ ریختہ

——— عرش و فرش کی بات ہے۔ لیکن خالد بھیا۔ عرش تو ہمیشہ فرش پر اپنا سایہ کیے رہتا ہے نا!

آپ کی بہن
عفت

یکم جنوری ۱۹۶۸ء

خالد بھائی، تسلیم!

——— "جامِ نو" میں ڈھاکہ کی شام خالد کی روداد پڑھی۔ اور بڑی مسرت ہوئی۔ خدا اس سے زیادہ ترقی آپ کو عطا فرمائے۔ دیکھئے! خالد بھائی۔ آپ کی اب جتنی بھی تعریفیں ہوتی ہیں۔ ان کا سارا کریڈٹ تو مجھے ملنا چاہیئے۔ آپ کو شکوہ تھا کہ آپ کی شاعری کو کوئی سمجھتا نہیں۔ اور ادھر تنقیدیں پڑھ پڑھ کر میری جان سلگتی تھی۔ یہ تو میں نے دعائیں مانگی تھیں اور میری دعائیں قبول ہو گئیں۔ اب دیکھئے کیا کیا تذکرے آپ کے ہو رہے ہیں۔ جدھر دیکھئے آپ ہی آپ دکھائی دیتے ہیں۔ اور تو کوئی دوسرا آپ کا سا نظر نہیں آتا۔ بہر حال میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اصل معنوں میں خوش مجھے ہونا چاہیئے (اور تھوڑا بہت آپ کو بھی۔ گستاخی معاف) کہ

ع ملتے ہی میرے بھول گئیں کلفتیں تمام

مجھے بے حد حسرت ہو جاتی ہے کہ کاش ایسے موقعوں پر میں بھی موجود ہوا کرتا۔ پتہ نہیں اس کی نوبت کب آئے گی؟ آئے گی بھی کہ نہیں؟

آپ کی بہن
عفت

---

۱۹ دسمبر ۱۹۷۹ء

خالد بھائی تسلیم!

——— اللہ اللہ خالد بھائی میں کوئی تفصیلی رائے لکھ ہی نہیں سکتی۔ میں تو حیران ہوں "سیارہ" میں بے شمار خالد نمبر کی وعظمت کے بارے میں پڑھا تھا۔ مگر خیال تک نہ تھا کہ ضخامت و عظمت اتنی عظیم الشان ہوگی۔ آج تک میں نے اپنی عمر بھر میں ایسا نادرہ روزگار نمبر نہیں دیکھا تھا۔ میری تو سمجھ میں بالکل نہیں آرہا تھا کہ کدھر سے پڑھوں۔ بہرحال پڑھ تو لیا۔ تعریفیں سب ٹھیک ہی ہیں۔ مگر تنقیدیں بالکل ٹھیک نہیں۔ تنقیص کا حال نہ پوچھئے۔ علانیہ دل شکنی پر آپ کے معترضین اُتر آئے ہیں۔ بھلا ان سے کس نے کہا تھا کہ آپ اپنی پھٹیچر رائے ضرور دیجئے۔ مجھے بہت خراب معلوم ہوا تھا۔ پھر میں نے یہ سوچ کر دل کو تسلی دی تھی کہ ایام جہالت میں بہت سے ابولہبوں اور ابوجہلوں نے قرآنی آیات کا بھی مضحکہ اڑایا تھا۔

پھر بھی دل جلا تھا۔ جس کا اظہار میں نے نعیم صدیقی صاحب سے کر دیا تھا۔

پتہ نہیں اتنی ساری زبانیں آپ کیسے سیکھ گئے ہیں۔

آپ کی بہن

عفت

---

۶ جنوری ۱۹۸۰ء

میرے پیارے خالد بھائی!

——— آپ اللہ کی رحمت ہیں۔ آپ کا دل نور میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ نے مجھے اتنے برسوں میں بھی فراموش نہیں کیا۔ اور میں بے حد بے وفا ہوں۔ میں پریشانیوں میں کھو گئی۔ سب کچھ بھلا دیا۔ آپ کے خط نے میرے دل میں سمندر موجزن کر دیئے۔ احساسات، جذبات اور ماضی کی یادیں بہت دیر تک میں کچھ نہ کہہ سکی۔ خاموش بیٹھی رہی۔ میرا دل چاہنے لگا۔ میں خوب ساروؤں۔ لیکن میرے آنسو تو بہت پہلے خشک ہو چکے۔ یہ بھی محرومی ہے۔

——— لیکن میرے بھیا! میری تو وہ حالت ہے کہ

تجھ کو بیگانہ گر سمجھ لیتے
شکوۂ غم بھلا کہاں کرتے

——— خالد بھائی۔ دانائے راز آپ۔ اور آپ کی عارف (بزعم خود) میں! اور کیا قہر ہے۔

ہیں ہی آپ کے اشعار سے محروم !

آپ کی بہن
عفت

۲-۵-۶۷

خالد بھائی ! تسلیم و تکریم !

———— آپ کم علموں اور ناسمجھوں کی بات کا اثر دل پر لیتے ہیں۔ جنھیں کچھ آتا جاتا نہیں وہ اسی طرح اپنی جہالت چھپاتے ہیں۔ کہ عالموں پر کیچڑ اُچھالیں۔ اور یوں بھی ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں۔ لوگوں نے پیغمبروں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اور وہ چیز جو جاہلوں کے گھٹیا معیار سے نہایت اُونچی ہوتی ہے۔ تضحیک و تمسخر کا نشانہ بن جاتی ہے۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ زمانے کے معیار سے اور علمیت کے عام معیار سے بھی آپ بلند و برتر ہیں۔ آپ کی شاعری آفاق گیر ہے۔ آپ میں مولانا روم، اقبال، غالب کی روحیں سمو گئی ہیں۔ بھلا فارقلیط اور منحمنّا ہند و پاک کے کون سے شاعر کے بس کی بات ہے۔ لوگوں کو بکنے دیجیئے جو بھی بکتے ہیں۔ کیا آپ نے فارقلیط اور منحمنّا ان شاعروں کے لیے لکھی ہے جو زلف و رخسار اور ہجر و وصل کی خرافات میں اُلجھے رہتے ہیں ؟

سرسید نے مسدس حالی کو اپنی نجات کا ذریعہ کہا تھا۔ تب پھر دو اعلیٰ پایے کی کتابیں خدا اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ کے اجر و ثواب کا وسیلہ کیوں نہیں سمجھی جا سکتیں۔

خالد بھیا آپ تو شاعری کے فرسودہ دائرے کو توڑ کر کہاں کے کہاں جا نکلے کہ بجا طور پر کہہ سکتے ہیں

میں نہ سپہر کو نہیں لاتا نگاہ میں

ویسے ایک وقت وہ ضرور آئے گا۔ جب آپ کے منکرین و معترضین بھی بے اختیار کہہ اُٹھیں گے۔

اقبال و میر و غالب عبد العزیز خالدؔ
یہ شاعران ذی شاں اُردو کے پشتیباں ہیں

———— آپ ہند و پاک کی آبرو ہیں

آپ کی بہن
عفت

۶-۹-۶۰

خالد بھائی، تسلیم و تکریم

——— رفیق خاور صاحب نے نہایت معقول باتیں لکھی ہیں۔ لیکن مثال میں اشعار دوسرے پیش کر سکتے تھے جن میں اتنی موسیقی اور ترنّم ہے جیسے وہ خود ساز پر گائے جا رہے ہیں ——— پھر محسن کاکوروی کو آپ کے مقابلے پہ لائے ہیں۔ ان کی نعتیں اچھی ضرور ہیں۔ اس لحاظ سے اور بھی سراہنے کے لائق ہیں کہ انہوں نے نعت میں براہ راست کچھ نہیں لکھا۔ مگر فارقلیط اور منحمنّا کے مرتبے کی ان کی ایک نعت بھی نہیں ہے۔ میرا دعویٰ ہے فارقلیط اور منحمنّا غالب حالی حتیٰ کہ اقبال کے بس کی بھی بات نہیں۔ آپ کی شاعری کے آہنگ، رفعت و شوکت اور گھن گرج کے آگے سب کے سب زیر لب بڑبڑاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ کم از کم میرا تو یہی خیال ہے اور یہ بھی اندازہ ہے کہ لوگ عقیدت کے مارے اقبال کو خاتم الشعراء سمجھتے ہیں۔ میرے در حقیقت خاتم الشّعراء (بلکہ اشعر الشّعراء بھی) تو آپ ہیں۔

——— آپ آٹھ نو زبانیں جانتے ہیں۔ ان پہ کامل عبور رکھتے ہیں۔ اور ان زبانوں میں جو کچھ بھی ہے وہ آپ کے ذہن میں ہے یا خدا! نجانے آپ کو علم ہے کہ بحر العلوم! سچ ہے کسی چیز کا کسب و ضبط بھی بڑے دل گردے کا کام ہے۔ اس لیے غالب نے کہا تھا

دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر

——— مے معرفت کے خُم کے خُم آپ نے لنڈھائے اور صبر کیا۔ یہاں ہم نے تلچھٹ چکھی اور بے اختیار اناالحق پکار اُٹھے۔

آپ کی بہن

عفّت

۱۷؍جون ۱۹۴۶ء

خالد بھائی! تسلیم

——————— یقین سمجھیے کہ اقبال کی سی محبت اور عقیدت مجھے آپ سے ہے۔ آج تک کسی شاعر اور ادیب سے میں نہ متاثر ہوئی نہ مرغوب۔ بہت کچھ کہنے کا میرا دل چاہتا ہے۔ مگر مجھے کہنا نہیں آتا۔ خدا میرے احساسات کو اظہار کی زبان عطا کرے۔ پھر اس دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی آپ کا چاہنے والا نہ ہوتا۔ اب تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جیسا حال ہے کی بات ہے۔ دل میں کچھ اور ہے زبان سے کچھ اور نکلتا ہے۔ پھر بھی مجھے پتہ نہیں آپ کیا کیا ہیں؟

آپ کی بہن

عفت

۹؍جولائی ۱۹۴۹ء

خالد بھائی! تسلیم

——————— میری حالت کیا پوچھتے ہیں آپ۔ اگر میرے پر لگ جاتے تو اُڑ کر پہنچ جاتی۔ کوئی طلسمی انگوٹھی مل جاتی تو میں پلک جھپکنے میں ادھر آتی۔ اس قدر آپ سے ملنے کو جی چاہتا ہے کہ کہہ نہیں سکتی۔

——————— ایک وقت میں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا۔ کہ میں آپ کے یہاں آئی ہوں بہت دیر تک آپ کا چہرہ میری آنکھوں میں رہا تھا۔

آپ کی ناچیز بہن

عفت

۸ر نومبر ۱۹۶۹ء

خالد بھائی! تسلیم و تکریم!

——— میں تو یہ نمبر (ستیارہ خالد نمبر) دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ اس کی عظمت و ضخامت کا جو تصور میرے ذہن میں تھا نمبر اس سے مختلف نکلا۔ اتنے اہتمام و انتظام سے کسی پرچے کا نمبر نکلتے میں نے تو عمر بھر نہیں دیکھا ———

یہ سب میری دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آپ کے کلام پر جو بھی تنقید کرتا تھا۔ وہ مجھے نہایت بُری لگتی تھی۔ میں ہمیشہ دعا مانگتی رہتی تھی۔ کہ ایک دن وہ آئے کہ میرے خالد بھائی حد سے بے حد مشہور و دلعزیز ہو جائیں۔ آخر وہ وقت آ ہی گیا۔

آپ کی بہن

عفّت

۲۹ر جنوری ۱۹۸۰ء

خالد بھائی، تسلیم

——— یقیناً ادب میں آپ ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں۔ آج کل پوری دنیا میں آپ کا سا عالم فاضل شاعر نہیں ہے۔ ویسے مجھے یہ لگتا ہے کہ آپ کے جس نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ اتنا وقیع، سنجیدہ اور بھاری بھرکم پھر بھی نہیں ہے۔ جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا۔ ایک تشنگی سی محسوس ہوتی ہے۔ کوئی، آپ کی ٹکر کا نہیں ہے نا۔ اس لیے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ اقبال کا عشقِ رسولؐ مشہور ہے۔ لیکن آپ نے اب تک جو کچھ لکھا ہے۔ اقبال نے اس کا آدھا بھی نہیں لکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کی تعریف کے لیے کسی کے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

آپ کی بہن

عفّت

۱۱-۴-۸۱ء

خالد بھائی!

حیران ہوں کہ آخر آپ کی علمیت کا کوئی ساحل بھی ہے۔ کہ ہر قسم کے بحرِ بیکراں کو آپ نے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ عشق عشق کرنے کی منزل بھی گزر چکی ہے۔

——— اچھا مجھے یہ بتایئے کہ جب کوئی ادیب یا شاعر اپنی اہمیت کے احمقانہ تکبر میں گرفتار آپ کے سامنے آتا ہے۔ اور باتیں کرتا ہے۔ تو آپ کے مقابلے میں اس کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ میرا تو خیال ہے خالد بھائی! کہ آپ کے پورے پاکستان میں کوئی پرچہ اتنے اعلیٰ اور منفرد معیار کا نہیں ہے۔ جس میں آپ کی تحریر آئے۔ آپ کے فلک آسا علمی پیکر کے سامنے مجھے سب ہی بالشتیے دکھائی دیتے ہیں ———

——— سچ مچ اگلی اور پچھلی صدیوں میں نہ کوئی آپ کا سا تھا۔ اور نہ کبھی ہوگا۔ آپ تاریخ ساز شخصیت ہیں۔ آپ پر کچھ لکھنے کے لیے ہر زبان کو نئے الفاظ وضع کرنے پڑیں گے۔ تب بھی نفسِ مطلب واضح نہ ہو سکے گا۔

آپ کی بہن

عفت

۲۷-۹-۸۱ء

خالد بھائی تسلیم!

آپ کا خط آتے آتے میرے دل میں ہزاروں باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ ایک یہ لکھنا ہے یہ کہنا ہے۔ مگر جب لکھنے کا وقت آتا ہے تو سارے خیالات گڈمڈ ہونے لگتے ہیں۔

——— کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ اتنی بڑی شخصیت کو سمجھنے والا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ کبھی

یہ تعجب ہوتا ہے۔ اتنی فرشتہ خصلت ہستی جسے قدرت نے اتنا علم دیا ہے۔ اس کا ظرف کتنا گہرا ہے کہ غرور و تکبر کا رتی بھر احساس نہیں۔ اگر رسول اللہ کان خلقہ القرآن کی مثال ہیں۔ تو عبد العزیز خالد خلق الرسولؐ کا پیکر۔ ان کے اوصاف اتنے پاکیزہ اور زریں ہیں کہ آج کل کی مکروہ دنیا سے قطعی میل نہیں کھاتے۔ آپ کو غصہ کرنا نہیں آتا۔ کوئی آپ سے گستاخی سے پیش آتے۔ تو آپ خاموش ہو جاتے ہیں۔ کوئی آپ کو دھوکا بھی دے دے تب بھی آپ کوئی بدلہ نہیں لیتے۔ میں نے آپ کی تحریر سے آپ کو پڑھ لیا ہے

مصنف کتابوں میں چہرہ نما ہے ؏

آپ ہی دیکھئے نا۔ آپ کہاں اور میں کہاں۔ آپ عرش ہیں میں فرش۔ لیکن آپ نے مجھے اپنی توجہ کے قابل سمجھا ہے۔ آپ کی ذات سے وابستگی ہر خدا کی قسم میں پھولی نہیں سماتی ——————

—————— مجھے بتائیے کہ اتنے خیالات اتنے الفاظ آپ کہاں سے لاتے ہیں۔ اگر دنیا بھر کے نعت گو ایک طرف ہوں اور آپ ایک طرف تو یقیناً پلڑا آپ کی طرف جھکے گا! آج اگر سرسید ہوتے تو کبھی مسدس کی بنا پر بخشے جانے کا دعویٰ نہ کرتے۔

آپ کی بہن
عفت

۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء

خالد بھائی! تسلیم!

لوگ جس ہستی کی پرستش کرتے ہیں۔ اسے اپنا معبود، مسجود یا خدا کہتے ہیں۔ اس سے کوئی مادی رشتہ نہیں لگاتے۔ عقیدت کا معاملہ بھی عبد و معبود کا سا ہے۔ اور مجھے جو عقیدت و محبت آپ سے ہے۔ اس میں آپ کو بھائی کہنا کہاں تک درست ہے۔ اور آپ کو القاب کیا لکھنا چاہیئے۔ جو آپ کے شایانِ شان ہو۔ یہ میری سمجھ میں اب تو نہیں آتا "طاب طاب"۔ پڑھنے کے بعد ایک نشہ سا طاری ہو گیا مجھ پر۔ پوری کتاب اعلیٰ و ارفع جذبات کا ایک بیش بہا خزانہ ہے ایک ایک مصرع نے سحر کر دیا۔ جتنی دفعہ کتاب پڑھیے اتنی دفعہ نئی معلوم ہوتی ہے۔ میرا تو یہ حال ہوا کہ پھر کھانا پینا سونا دشوار ہو گیا۔ سچ سچ بتائیے آپ کے سینے میں جب خیالوں کا تند و جزر اٹھتا ہے۔ تو آپ کا کیا عالم ہوتا ہے۔ کیسے برداشت کرتے ہیں آپ؟ سرچشمۂ مدح و ثنا کی خاص نظرِ عنایت آپ پر ہے۔ ورنہ علمیت کا اتنا زیادہ بوجھ اٹھا لیتا انسان

کے بس کی بات نہیں۔ آپ اس زمانے میں پیدا ہوئے جبکہ آپ کے بلند معیار تک پہنچنے اور آپ کی بات سمجھنے کا کسی میں ادراک و شعور نہیں۔ آپ کو دربار رسالت سے وابستہ ہونا تھا۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود یہ اشعار سنتے اور داد دیتے۔ بہت سے لوگوں نے خالی خولی دعویٰ کیا۔

محمدؐ بگو بیشتر و مستی کنند

مگر آپ اس دعویٰ کی مکمل اور خالص تصویر و تفسیر ہیں۔ میں دعا گو ہوں اے اپنے محبوبؐ کے چاہنے والے! اپنے اس بندے کو طویل عمر عطا کر کہ وہ سالہا سال تک تیرے نبیؐ کی نعت کا نغمہ خواں بنا رہے!

آپ کا انتساب میرے لیے خوشی و مسرت، اعزاز و تکریم، خلعت و سند اور فخر و مباہات کی بات ہے۔ ورنہ آپ کہاں! آپ عرش میں فرش۔ آپ ذرہ طور میں۔ میں شعلہ خس۔ آپ عالم میں بے بضاعت کم سواد۔ صحیح معنوں میں بار مسرت اٹھانا میرے بس میں نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں جس طرح منصور نے بادۂ عرفان کی تلچھٹ چکھی اور انا الحق پکار اٹھے۔ مجھ سے بھی ایسی ہی کوئی بے خودی سرزد نہ ہو جائے۔ میرا پیمانۂ صبر و ضبط بہت محدود ہے۔ آپ کی عنایت و شفقت وافر۔

سچ تو یہ ہے

خالد نے خالد کو اب تک نہیں پہچانا۔

لوگ کہتے ہیں۔ آدمی جو کچھ سوچتا ہے۔ وہی خواب میں دیکھتا ہے۔ اور میرے خواب تو بیداری کے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن میں نے رات آپ کو خواب میں دیکھا۔ آپ کا لباس زردی مائل سرمئی ہے۔ آپ نے چشمہ لگا رکھا ہے۔ میں دور سے آپ کو دیکھ رہی ہوں۔ لیکن آپ علامہ اقبال اسٹائل میں سیدھے ہاتھ کی مٹھی پر کنپٹی ٹیکے بیٹھے اپنے میز پر کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اور میری طرف نظر اٹھائی۔ پھر میری آنکھ کھلی اور

جو جو سکھ تقدیر میں نہیں ہوتے
مل جاتے ہیں سوتے سوتے
جب جاگے دل بات بات پر
ڈھونڈے ہے رونے کے بہانے
جھوٹے ہیں سب سپنے سہانے

آپ کی ناچیز بہن
عفت۔

۸۱ - ۱ - ۳۱

ایسا محسوس ہوا کہ جیسے بادلوں سے بھی اُوپر بہت اوپر۔ ایک مرصّع کرسی بچھی ہے۔
اس پر آپ بیٹھے ہیں۔ اور ہم سب جہالت کی پستیوں میں پڑے رینگ رہے ہیں۔ لیکن اوروں کی بات چھوڑیئے۔
آپ جو صرف مجھ سے اتنے اتنے بلند ہیں نا۔ تو مجھے بے حد فخر و غرور محسوس ہوتا ہے۔ آپ کے سامنے اپنی مکمل جہالت کا اعتراف
کرتے ہوئے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔

آپ کی بہن
عفّت

---

۸۱ - ۱۱ - ۱۱

خالد بھائی! وعلیکم السلام
اب آپ کی شخصیت و عالمیت کا احاطہ کرنا میرے بس کی بات نہیں رہی۔ پہلے بھی نہیں
تھی۔ مگر اب تو ایسا لگتا ہے کہ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پہلوئے آمنہ سے دعائے خلیل و نوید مسیحا ہویدا ہونے
کی پیش گوئی کی گئی تھی۔ آسمانی کتابوں میں تذکرہ موجود تھا۔ بحیرہ راہب نے بشارت دی تھی۔ اسی طرح آپ کی بھی نوید بہت پہلے لوگوں
کو ملی تھی۔ دیکھئے پیشن گوئیاں یہ ہیں۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

کون ہوتا ہے حریف مئے مرد افگن عشق
دگرہ دانائے راز آید کہ ناید

آفتاب [illegible] پیدا بطن گیتی سے ہوا

اجل ہے لاکھ ستاروں کی اک ولادت مہر

یہ سب بے خبری میں کی ہوئی۔ پیشین گوئیاں ہیں۔ مگر کسی کو معلوم نہیں۔ آپ کو بھی معلوم نہیں۔ آپ جو زبانوں کا سمندر، معلومات کا ہمالیہ، الفاظ کا قلزم، صفات اعلیٰ کا عرش، ادب و شعر کی روح۔ اقلیم قلم کے تاجدار ہیں۔ آپ نے ابھی تک خود کو نہیں پہچانا۔

آپ کی ناچیز بہن

عفت

۸۲-۴-۵

پیغمبر دعا مانگتے ہیں — یارب العالمین میری گنہ گار اُمت کو بخش دے

ماں گڑگڑاتی ہے — اے اللہ میرے بچوں کو کو صاحب نصیب کیجئے

بہار ملتجی ہوتی ہے — اے خدا میرے چمن کو خزاں سے محفوظ رکھیے۔

بلبل گنگناتی ہے — میرے پروردگار! بجلی سے میرا آشیانہ بچایئے

بیمار دعاگو ہوتا ہے — اے حکیم الحکماء۔ مجھے صحت عطا فرمایئے۔

حرماں نصیب کہتا ہے — اے کاتب تقدیر۔ میری قسمت بدل دیجئے۔

اور

عفت بے نوا سربسجود ہوتی ہے — اس لیے کہ مانگے خالق کون و مکاں سے

صرف ایک خط — عبدالعزیز خالد کا ———

دعائے قلب کبھی بے اثر نہیں جاتی۔ نتیجہ اس مناجات کا یہ نکلا۔ کہ آج نہ صرف خط ملا۔ بلکہ اللہ میاں نے وہ کتاب بھی بھجوادی۔ جس کے لیے بے چین تھی۔ سچ مانیئے کہ ظہر کا وقت تھا۔ جب کتاب ملی۔ اور اُس کے پڑھنے کی جلدی میں، میں نے نماز بھی غلط سلط پڑھ لی۔

——— پوری کتاب کی تلاوت کر ڈالی ۔ آپ کی کتابوں کے بارے میں تلاوت کرنے کی اصطلاح ہی مناسب ہے ۔ اوروں کی واہیات گھانس پھونس کتابیں آنکھوں سے پڑھی جاتی ہیں ۔ اور آپ کی تحریریں تلاوت کی جاتی ہیں ۔ اب تو میں تعریف کرنے سے ہار گئی ۔ آپ کا علم آسمانی ہے ۔ [redacted] ۔ آپ کی معلومات بحرِ مواج ہیں ۔ جس کا کنارہ ہماری آنکھ سے اوجھل ہے ۔ جس کی گہرائی ہمارے ادراک و شعور سے ماوریٰ ہے ۔ الفاظ کا ذخیرہ ہمارے پاس نہ ہونے کے برابر ہے ۔ کس طرح تعریف کروں کہ آپ کے بارے میں میرے خیال کیا ہیں [redacted] کا ۔ آسمان و زمین کی بھی کہیں نہ کہیں حدیں ہوتی ہوں گی ۔ بحر و بر بھی کہیں نہ کہیں ختم ہوتے ہوں گے ۔ چاند سورج کی رفتار بھی مقررہ میعاد سے آگے نہ بڑھتی ہوگی ۔ لیکن آپ کے ذہن کی رفعت و وسعت کی کوئی حد نہیں ہے ۔ [redacted] ہے ۔ کبھی کبھی تو میں سوچتی ہوں [redacted] ۔ ورنہ ایک انسان میں اتنی بے شمار خوبیوں کا اکٹھا ہونا ممکن نہیں ہے کہ دوسرے کا ذہن جن کا احاطہ نہ کر سکے ———

آپ سے میری عقیدت ، محبت اور ارادت اس درجے پر پہنچ چکی ہے کہ آپ کے خط تو حرزِ جان ہیں ہی ۔ میں آپ کے لفافے چاک کرتی ہوں ۔ تو ان کی کترن تک محفوظ کر لیتی ہوں ۔ آپ کی کتابوں کے ریپر ، لفافے ، تاگے اور یہ پارسل پر لپٹا ہوا سپر ٹا ایک میرا قیمتی سرمایہ ہے ۔

جب تک آپ پر نظر نہیں پڑی تھی ، اپنی ذات کا تھوڑا سا احمقانہ گھمنڈ تھا ۔ آپ پر نظر پڑی ۔ اور ہم اپنی نظروں سے آپ گر گئے ۔

آپ کی بہن

عفت

———

۳ر مئی ۱۹۸۳ء

—————— آپ کی پسندیدگی کے اظہار کے لیے میرے پاس اَب الفاظ نہیں ہیں۔ میں تو عش عش کرنے کی منزل سے بھی گزر چکی ہوں۔ آپ کی تحریر کے پڑھنے کے بعد جو ستائشی باتیں ذہن میں گونجتی ہیں۔ وہ میں کسی طرح بھی نہیں لکھ سکتی۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کس پیرائے میں کیا لکھوں۔ یہ سوچتی ہوں کہ اب تک "سیارہ"، "فانوس" اور "تحریریں" وغیرہ کے جتنے بھی خالد نمبر نکلے ہیں۔ ان میں کتنے ستائش گروں نے کتنے کروڑ مرتبہ آپ کا نام لکھا ہے۔ کیا کسی اور شاعر کا نام بھی اتنی بے گنتی بار لکھا گیا ہے، میں اگر آپ کی جگہ ہوتی تو جانے غرور کے مارے میرا کیا حال ہوتا۔ لیکن آپ تو اتنے وسیع اور عمیق سمندر ہیں کہ چاہے تعریف کی کتنی دھواں دھار بارش برسے۔ سمندر چھلکتا نہیں۔ [illegible]،
[illegible]

آپ کی بہن
عفت

————————

۱۶ر مئی ۱۹۸۳ء

کسی نامعلوم خطا کی اتنی کڑی سزا؟
خط کی راہ تکتے تکتے آنکھیں پتھرا گئیں
انتظار کرتے کرتے حوصلہ چھوٹ گیا
ز مہجوراں چرا فارغ نشینی

—————— ممکن ہے کہ آپ اپنی عفت کو اتنے دنوں بھلائے رکھیں۔ طرح طرح کے وہم مجھے ستا رہے ہیں۔ میری حد سے بڑھی ہوئی جسارت اور گستاخی تو آپ سے خط سے محرومی کا باعث نہیں بن گئی۔ مجھے بے حد دکھ ہے۔ میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں۔ جن کے ذریعہ واضح کر سکوں کہ آپ کے خط کا انتظار میرے لیے کتنا جانگسل

بن گیا ہے۔ ———————

——————— ایک بڑے نام کے ساتھ چھوٹے نام کی وابستگی کی مجھے حرص ہے۔ اس وابستگی کو دوام عطا کرنا آپ کا کام ہے ——— آپ کی محبّت آپ کے خلوص کا کام ———

آپ کی بہن

عفّت

۳-۶-۸۳

آپ کے اشعار پڑھ کر فخر و ندامت کا ملا جلا احساس ہُوا۔ فخر اس بات کا کہ آپ نے مجھ بے بضاعت۔ کم علم کو اتنا بڑھایا ہے۔ اور ندامت اس بات کی ہے کہ میں آپ کی اس تعریف کے قابل ہوں بھی؟ ویسے میں سوچتی ہوں کہ میں دنیا میں یونہی نہیں آئی۔ جیسا کہ میرا خیال تھا۔ زمین کا بوجھ بیکار کی ہستی مگر نہیں! اَب میرا خیال بدل گیا تھا۔ میری قسمت میں اللہ میاں نے آپ کی ذات کی وابستگی اور آپ کی محبّت لکھ دی تھی۔ بس خدا بہتر گواہ ہے کہ اب مجھے اپنی کسی بھی محرومی یا حرماں نصیبی کا خیال نہیں۔ منصور انا الحق کہتے تھے۔ میں دل ہی دل میں انا الخالد کا ورد کرتی ہوں۔ اپنے پاک و منزّہ محسوسات میں آپ کو میں نے سچ مچ معبود و مسجود کا درجہ دے رکھا ہے۔ ہر وقت آپ کا تصوّر مجھے مسرور رکھتا ہے۔ اور مجھے خیال آتا ہے کہ کسی مصلحت سے خدا نے مجھے آپ سے دُور رکھا ہے۔ اگر سامنے ہوتی تو بس یہی ہوتا کہ فرطِ عقیدت و محبّت سے گویائی و بینائی سلب ہو جاتی۔ پتہ ہی نہ چلتا کہاں ہوں۔ کس کے پاس ہوں۔ اب تو یہ حال ہے کہ کوئی شاعر کوئی ادیب کوئی مفکر جچتا نہیں۔ سب مجھے ایسے بالشتیے لگتے ہیں کہ ان کی اہمیت صفر برابر میرے دل میں نہیں رہ گئی اور آج کل کے ٹٹ پونجیے جاہل شاعروں کی تو ایک سطر بھی میں نہیں پڑھتی۔

شاعری یہ لوگ کرتے ہیں اور شرم مجھے آتی ہے۔

لکھنؤ میں ادبی نشست میں بڑا اگرما گرمی ہو گئی۔ آپ کو کون کون سا شاعر پسند ہے۔ کون سا کا مطلب یہ ہوتا کہ شاعروں کے ہجوم میں میری نظریں بھٹکتیں۔ اور میں ان میں سے ایک کا انتخاب کر لیتی۔ لیکن میرے دماغ میں جو آفتاب جگمگا رہا ہے اس نے میری نگاہیں یوں خیرہ کر دی تھیں کہ کسی اور بونے شاعر کا معدوم سا ہیولیٰ دکھائی ہی نہیں دیتا تھا۔ میں نے فوراً کہہ دیا

کہ شاعر اگر واقعی کوئی ہے جسے تلمیذ الرحمن کہا جا سکتا ہے۔ جس کی شاعری کو جز ویست از پیغمبری کا درجہ دیا جا سکتا ہے تو وہ ہے صرف اور صرف عبدالعزیز خالد۔ ان کے سوا ماضی، حال اور مستقبل کا کوئی شاعر نہیں۔ سب واہی تباہی ہیں۔ حتیٰ کہ رومی، حافظ، عرفی، غالب، اقبال، حالی سب کے سب بیکار۔ یہ کہتے کہتے جب مجھ پر جذب کا سا عالم طاری ہو گیا تو میں نے انہیں "فارقلیط" "سختا" اور "طاب طاب" کے اشعار سنائے۔ اور اشعار میرے ذہن میں نغمے کی طرح گونجنے لگے۔ عجیب سی کیفیت ہو گئی۔ تب میں نے سوچا کہ فقط پڑھنے میں میرا یہ حال ہوا۔ آپ جو لکھتے ہیں تو آپ پر کیا گزرتی ہو گی۔ لیکن آپ کا ظرف بہت وسیع ہے۔ ویسا میرا نہیں ہے۔ . . . . . .

خواتین نے کہا آپ خالد صاحب سے بہت متاثر معلوم ہوتی ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ متاثر کا لفظ بہت ہلکا اور بے معنی ہے۔ بس یوں سمجھئے کہ میں ان کے شبدوں کی پیاس چرنوں کی داسی۔ اور پاس الفاظ نہیں کہ دلی محسوسات کا اظہار کر سکوں!

آپ کی بہن
عفت

---

۲۴ فروری ۱۹۸۳ء

میرے پیارے خالد بھائی!

آپ کی مرسلہ کتب "تحریریں" تین عدد اور "غبارہ شبنم" کل مجھے ملیں۔ سات مہینوں بعد۔ بے حد خوشی ہوئی۔ "تحریریں" تو میں نے کل سے اب تک سارے کے سارے پڑھ ڈالے۔ اُف فوہ ——— خالد بھائی! کتنے ہزاروں لوگوں نے آپ کی طرح طرح سے مدح و ستائش کی ہے۔ ہر مضمون نیا ہے۔ ہر نظم کا پیرایہ الگ ہے۔ آپ کا ظرف سات آسمانوں رفعت و وسعت کے برابر ہے۔ آپ یہ سب کچھ برداشت کر لیتے ہیں۔ مسرت کو برداشت کرنے کے لیے بھی ظرف چاہیئے۔ ورنہ تھوڑی سی خوشی سے لوگ شادیٔ مرگ ہو جاتے ہیں۔ اگر میری تعریف میں فقط ایک ہی نمبر نکل جاتا تو میں آپے سے باہر ہو جاتی۔ اب تو مجھے ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ آپ [illegible] اللہ میاں نے آپ [illegible] ہیں۔ اور یہ میرا دعویٰ ہے کہ کوئی بھی انسان آپ کی تعریف نہیں کر سکتا۔ چاہے اپنی دانست میں صفحے کے صفحے سیاہ کر دے۔ آپ کی شخصیت کا اصلی راز صرف اللہ میاں ہی جان سکتے ہوں گے

کاں ذات پاک مرتبہ دان عزیز است

کوئی سماوی فرشتہ ہیں آپ۔ جسے اللہ میاں نے انسانی شکل میں دنیا میں بھیجا ہے۔

——————— آپ کے عزیز ترین دوست باقر مہدی ہیں۔

اک تیر میرے سینے پہ مارا کہ ہائے ہائے!

اللہ خالد بھائی! میں نہیں ہوں کیا آپ کی عزیز ترین دوست؟ سچ ایمان سے مجھے سو جنم ملیں اور وہ میں آپ پہ وار دوں۔ تب بھی سمجھوں کہ حق ادا نہ ہوا۔

قدموں پہ جان دے دیں لے کر تیری بلائیں ہم!

آپ کی بہن
عفت

۴؍فروری ۱۹۸۳ء

میرے پیارے خالد بھائی!

پہلے پہل کالج میں جب میں نے نطشے کے فوق البشر اور اقبال کے مردمومن کے بارے میں پڑھا تو اس کا تصور ابھی تک یہی بندھا تھا کہ نطشے کا فوق البشر ضرور ہیوی ویٹ چیمپین ہوگا اور اقبال کا مردمومن دن رات تسبیح لیے جانماز پہ بیٹھا رہتا ہوگا لیکن اب آپ کو سمجھنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ متقدمین نے آپ کے بارے میں پیشن گوئیاں کی تھیں۔ ایک دن ایک فوق البشر اور خالص مردمومن آنے والا ہے۔ اور آپ کے سوا تو دوسرا کوئی مجھے ایسا نظر نہیں آتا۔ مجھے آپ پر بے انتہا تعجب ہوتا ہے۔ بلکہ نجانے دوسرا کون سا احساس ہوتا ہے۔ جسے میں الفاظ کے ذریعے اظہار کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ کے پاس موضوع نئے نئے ہیں۔ پیرائے الگ الگ ہیں۔ الفاظ کا ایک بے پناہ آبشار ہے۔ جو آپ کے ذہن سے گر رہا ہے۔ سچ مچ آپ یقین کیجئے کہ پہلے جیسا یہ حال تھا کہ مجھے میرے اشعار یاد تھے۔ اقبال کا شکوہ جواب شکوہ ازبر تھا۔ مسدس حالی غالب کے شعر فر فر سنا سکتی تھی۔ حتیٰ کہ میں نے کبھی کبھی چکبست کے شعروں پر بھی واہ واہ کی ہے۔ سعدی، حافظ اور رومی کو نجانے کون سا درجہ دیا ہے۔ مگر اب آپ مجھ سے قسم کھلوا لیجئے کہ مجھے اب کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ سارے شاعر اور ان کے شعر دماغ سے نکل بھاگے ہیں۔ اب ذہن ایک گلدستہ ہے آپ کے معطر اشعار کا۔ جہاں سے جس کتاب سے چاہیئے اپنے اشعار سن لیجئے۔

کبھی کبھی مجھے خیال آتا ہے کہ بے عیب ذات خدا کی ہے مگر آپ میں بھی کوئی عیب نہیں ہے۔ آپ اتنے معصوم، نیک، ایماندار، باضمیر، مخلص اور پرمحبت ہیں۔ آپ کو اللہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت ہے۔ اور آپ میں نجانے کون کون سی اچھائیاں چھپی ہیں۔ پھر آپ انسان کیوں ہیں جبکہ آپ میں بھی کوئی عیب نہیں ہے۔ چھوٹا سا بھی کوئی عیب نہیں۔ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہونا تھا یقیناً آپ کو بھی عشرہ مبشرہ میں درجہ ملتا۔ اتنے بُرے زمانے میں پیدا ہونا تھا۔ جہاں کوئی بھی آپ کو سمجھ نہیں سکتا۔ آپ پر لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ آپ کی دل شکنی کرتے ہیں۔ مجھے ایسے لوگوں سے بڑی نفرت ہو جاتی ہے ———

——— آپ نے اتنا علم کیسے حاصل کر لیا کہ لوگ آپ سے جل جل کے آپ کی دل آزاریاں کرنے لگے۔ آپ کی تو پرستش ہونی چاہیئے۔ اتنے اچھے ہیں آپ۔ اس زمانے میں آپ کا سا بحرالعلوم موجود ہے جس کی وسعت اور تہ کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ میری اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے

نام تاباں رہے تیرا جب تک
آسماں کے چراغ میں روشن

خالد بھائی! آپ کی کتابیں پڑھ پڑھ کر اب آپ سے ملنے اور باتیں کرنے کو ایسا جی چاہ رہا ہے کہ بس پر لگیں اور اُڑ کے پہنچوں۔ مگر پہنچوں تو باتیں بھلا کیا کروں۔ کچھ سمجھ میں آئے گا بھی۔ بے علمی کی شرمندگی منہ پر قفل ڈال دے گی اور آپ دل میں سوچیں گے کہ واہ بھئی ایسی بھی جاہل ہوتی ہے عفّت۔ مجھے آپ کی بات ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ لوگ یہ کیوں چاہتے ہیں کہ میں آپ تک پہنچوں۔ آپ لوگ مجھ تک پہنچنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ خالد بھائی کوئی آدمی لاکھ چاہے پر وہ آپ کی بلندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کی علمیت کو سمجھنا تو بڑی مشکل بات ہے۔ کوئی آپ کی تعریف کے لیے نئے نئے الفاظ اور مناسب پیرائے بھی وضع نہیں کر سکتا۔ نجانے آپ اتنے اچھے کیوں ہو گئے ہیں؟

آپ کی ناچیز بہن
عفّت

۲ر اگست ۸۳ء

خالد بھائی!

آپ کا خط پا کر خالدہ کی خوشی کی انتہا نہیں رہی۔ اس نے کوئی پچاس بار آپ کا خط پڑھا۔ اسے بے حد فخر و غرور محسوس

ہو رہا ہے۔ اس جیسے موہوم و معدوم کو آپ کا سا اعلیٰ انسان عظیم ترین شاعر خط لکھے۔ سچ ہے نیکیوں کے جتنے پھل آپ کی شخصیت میں لگتے جا رہے ہیں۔ آپ اسی قدر جھکتے جا رہے ہیں۔ چاہے ہمارا جو بھی حال ہو خالد بھائی! مگر ہم آپ سے وابستگی پر خدا کی قسم اتنے مفتخر اور نازاں رہیں گے کہ ہماری کوئی بھی تباہی اس خوشی کے آگے ہلکی بے حد ہلکی اور بے وقعت و بے اثر معلوم ہوتی رہے گی۔ خدا کرے کہ آپ کی محبت ابد تک ہمارے حق میں یونہی رہے۔ آپ کی تحریر ہی سے کتنی ہمت بندھتی ہے۔ میں آپ کو کیا بتاؤں۔

آپ کی بہن

عفّت

۳-۸-۸۱

پیارے خالد بھائی! تسلیم؛

بڑے شدید انتظار کے بعد آپ کے دو خط ایک ساتھ مع تراشوں کے ملے۔ اب کی میرے جی میں آئی تھی کہ اخبار میں اپنی وفات حسرت آیات کی خبر دلدوز الفاظ میں چھپواؤں اور اتنا حصہ کاٹ کر آپ کو بھجوا دوں۔ تب آپ بے چین ہو کر کہتے کہ ہائے ہائے؛ اتنی دور ایک چاہنے والی ہستی رہتی تھی۔ وہ بھی چل دی۔ یا پھر یہ ہوتا کہ آپ ایک سکون کی سانس لیتے کہ اچھا ہوا مر گئی۔ ہمیشہ پیچھا لیے رہتی تھی۔ او۔ اللہ۔ خالد بھائی! اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکالا کیجئے نا۔ آپ کو اندازہ ہی نہیں آپ کے خط کے انتظار میں ایک بحران سا طاری ہو جاتا ہے مجھ پر!

آپ جو کچھ تراشے مجھے بھجواتے ہیں۔ انھیں پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ میں کچھ کہتی ہی نہیں۔ بس عقیدت و محبت کے مارے چندھیا جاتی ہوں۔ یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ تعریف کا اظہار کروں تو الفاظ کہاں سے لاؤں؟ اور جو محسوسات میرے ذہن پر یلغار کرتے ہیں انھیں واضح کیسے کروں؟ آپ کا رتبہ تو میرے نزدیک ایسا ہے کہ میں سوچتی ہوں کہ اگر آپ عہدِ رسالت میں ہوتے تو ضرور صحابی ہوتے۔ آپ کا نام بھی عشرہ مبشرہ میں شامل ہوتا۔ آپ اتنے نیک، معصوم، بے گناہ اور بیدار ضمیر ہیں کہ اگر بہت پہلے اللہ میاں آپ کو کسی قوم پر مبعوث کرتے تو آپ کوئی ضرور پیغمبر ہوتے۔ شاعری کی ہستی سے بہت بلند اور ارفع ہستی ہے آپ کی۔ مجھے تو یہ بھی یقین ہے کہ کچھ چوری چوری اللہ میاں نے آپ کو کھلا پلا دیا ہے۔ تبھی تو آپ اتنے سارے بھاری علوم کا بار اُٹھائے ہوئے ہیں۔ آپ انا الحق نہیں پکار اُٹھتے۔ اب تو فارسی عربی کے اُونچے اُونچے شاعر رُومی، حافظ، عرفی اور نجانے کون کون سب میری نظر سے گر گئے۔ میر، غالب اور اقبال بھی

اب کچھ جچتے نہیں ۔ یہ سب لوگ ایک ہی ایک زبان میں اُچک لیے ۔ آپ کی سی ان گنت زبانیں انہیں کہاں آتی تھیں ۔ اتنی بہت سی کتابیں کس نے کہاں لکھی تھیں ؟ خالد بھائی ! سچ تو یہ ہے کہ اپنی رفعت و عظمت کا پتہ آپ کو بھی نہیں ہے ۔

لیجئے ؛ پھر آپ نے یہ کہہ کے اپنا دل دکھایا ہے کہ آپ کو کون سمجھتا نہیں ۔ آپ کا یہ شکوہ بے کار ہے ۔ فیض جیسے جاہل اور جوش جیسے گندے شاعر کا کلام سمجھنے اور اس خرافات پر سر دھننے والے سے آپ یہ اُمید لگاتے ہیں کہ وہ آپ کو سمجھے ۔ بالکل نہیں ۔ یہ آپ کی توہین ہے ۔ آپ جہالت مآبوں سے اپنی تعریف سنیے بھی مت ۔ کوئی آپ کا ہم پلہ ہوتا تو ایک بات بھی تھی ۔ اگر آفتاب دو ہوتے تو بے شک پتہ چلتا کہ زیادہ تابناک کون ہے ۔ اب تو آسمان شعر پر صرف ایک آفتاب روشن ہے ۔ کوئی دوسرا کبھی پیدا نہیں ہو سکتا ۔ کوئی دوسرا اس سے نگاہیں نہیں ملا سکتا ۔ پھر یہ شکایت خورشید درخشاں کو کیوں ہے کہ کوئی اس کی تابانی کو سمجھتا کیوں نہیں ہے ۔ ارے یہ تو سب حقیر ذرّے ہیں ۔ سورج کی روشنی سے ٹمٹمانے والے ۔ اس کی روشنی کے محتاج ۔ بھلا ان ذرّوں میں کچھ سمجھنے کا ظرف و شعور بھی ہے ۔

نہ صرف یہ کہ آپ شاعر یکتا و لامثال ہیں ۔ بلکہ آپ اپنے کردار میں بھی اتنے خالص اور کھرے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے ۔ اس زمانے میں آپ کا سا انسان بھی اس زمین پر رہتا ہے ۔

آپ کی ناچیز بہن

عفت

۸۴-۲-۱

آپ اپنی کتابوں کو تبصرہ یا تنقید کے لیے کیوں بھجواتے ہیں ۔ آپ کو اس کی ضرورت ہی نہیں مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا ۔ یہ ذہنی بالشتیے اپنی جہالت کا بے حقیقت فیتہ لے کر آپ کے قد اور شخصیت کو ناپنے آتے ہیں ۔ اور اپنی رہی سہی پول کھول کے چلے جاتے ہیں ۔

کنوئیں کا مینڈک یہ سمجھتا ہے کہ اس سے بڑا سمندر کہیں ہے ہی نہیں ۔ اور جب کنوئیں سے باہر آتا ہے تو پھر اسے پتہ چلتا ہے کہ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ۔ اور پھر آپ میں سمندر کی گہرائی ، آسمانوں کی بلندی اور صحراؤں کی وسعت ہے ۔ وہ کوئی جان نہیں سکتا ۔ آپ کے سامنے اپنی لاعلمی کا اعتراف کرنا سب سے بڑا اعزاز ہے ۔ میرا تو پہلے یہی حال تھا میں غالب پر فدا تھی ۔ اقبال سے مرعوب رہتی تھی ۔ اور رومی و حافظ کو سب سے بڑا شاعر سمجھتی تھی ، مگر جب آپ کو پڑھا تو وہی

بات ہوگئی کہ پھر ان چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

خالد بھائی میری بڑی حق تلفی کرتے ہیں آپ۔ ذرا تو انصاف کیجئے کہ آپ سے نجانے اور کتنے لوگ ملتے ہیں۔ گھنٹوں بات چیت میں وقت گزارتے ہیں۔ آخر آپ کو (بادل نخواستہ ہی سہی) ان سے باتیں تو کرنی ہی پڑتی ہوں گی۔ تو پھر مجھ غریب دُور افتادہ نے کیا قصور کیا ہے کہ بس میرے نصیب کی چار سطریں ہیں آپ کے پاس۔ اس سے زیادہ کیا۔ میں بے چاری حق دار نہیں؟ آپ کو مجھ پر ترس بھی نہیں آتا؟ ایک تو آپ ہفتوں میں خط لکھتے ہیں۔ وہ بھی اتنا مختصر سا۔ . . . . زیادہ لکھا کیجئے۔ میرے پیارے بھائی خالد! کچھ تو زیادہ لکھیے . . . .

آپ کی بہن

عفت

---

۲۳ - ۶ - ۸۲

آپ کو خط لکھنا آپ کے خط کا انتظار کرنا۔ میری زندگی ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ مشغلہ زندگی سے گیا۔ تو زندگی گئی۔ میں تو آپ کو خط لکھ کر اس تصور سے بھی رعنائی کشید کر لیتی ہوں۔ اب آپ نے خط کھولا ہے۔ پنکھڑیاں آپ کے دامن پر گری ہیں۔ آپ انہیں اُٹھا رہے ہیں۔ اور پھر آپ کو جھنجھلاہٹ ہو رہی ہے کہ اب اسے جواب لکھنا ہے ———

——— اور کیا لکھوں

ورق تمام ہو لیکن سخن تمام نہ ہو

ہو کس طرح کوئی کار تمنا سے عہدہ بر آ

عفت

۵-۹-۸۲

یہ بھی میری بے پناہ خوش قسمتی ہے کہ آپ کی سی بے نظیر و فقید المثال ہستی سے شرفِ کلام مجھے حاصل ہے۔ اگر خدانخواستہ میں اس اَلوہی مسرت سے محروم ہوتی تو کیا ہوتا۔

کبھی کبھی مجھے خود پر حضرت موسیٰؑ کا دھوکہ ہوتا ہے۔ اللہ سے شوقِ گفتگو میں وہ کلیم اللہ کہلائے اور آپ سے کلام کے شوق میں مجھے کیا کہا جائے گا؟

راغب شکیب نے تو صاف صاف آپ کی دل شکنی کی ہے۔ کبھی اس المیہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کہ آپ کے چیدہ چیدہ اشعار بھی کسی کے ذہن میں محفوظ نہیں رہتے۔ اور اس ملک کے خواص و عوام کے ذہنوں کی رسائی آپ کے اشعار تک کیوں نہیں ہوتی؟

اس کا جواب تو یہ ہے کہ گلاب کے پھول خاص ہی زمین میں اُگتے ہیں۔ اگر کسی کا ذہن ہی ناقص ہو تو وہ ذہن ہرگز خالد کے پیغمبرانہ اشعار کو اپنے ذہن میں محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ یہ اشعار خاص خاص ذہنوں کے لیے ہیں۔ کتنی بُری بات ہے کہ اس طرح لوگ اپنے جہل اور کند ذہنی کا اعتراف کرتے ہیں۔ سمندر کی گہرائی سے سیپیاں بہت سی نکلتی ہیں لیکن سچے موتی کسی کسی صدف میں ہوتے ہیں۔

———— اور آپ نے کہا کہ ایک حقیر و کمتر بے حقیقت و بے بضاعت دُور اُفتادہ ہے۔ جسے خالد آخر الزماں کے بے شمار اشعار یاد ہیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے صرف ایک دانت کی شہادت پر جس طرح اپنے تمام دانت قربان کر دیئے تھے اور عقیدت بے مایہ ہے۔ جس نے اپنے اول آخر محبوب شاعر پر پچھلے اور اگلے سارے شاعر ذہن سے محو کر دیئے۔ اب اسے کچھ یاد نہیں عبدالعزیز خالد کے سوا۔

آپ کو مشکل پسندی اور عوام تک نارسائی کے بہت سے طعنے دیئے گئے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ لوگوں نے دیوانِ حافظ کو فال نامہ بنا لیا۔ مثنوی کو فارسی زبان میں قرآن کا درجہ دیا۔ کیا ان سب کے کلام کی رسائی عوام و خواص کے ذہنوں تک تھی؟ یہ صرف اپنی ذہنی نارسائی کی جھنجھلاہٹ ہے۔ ورنہ ان سب لوگوں کو تو خوش ہونا چاہیئے کہ ہم میں ایسا شاعر پیدا ہوا ہے جو بحرِ علم کا غواص ہے۔ افلاکِ تخیل کا بلند پرواز طائر ہے۔ جس نے اپنی حیرت انگیز علمی معلومات کا بیش بہا سرمایہ ادب کو دیا ہے۔ لیکن نہیں۔ یہ وہ دنیا ہے جس نے پیغمبروں پر بھی پتھر پھینکے ہیں۔ اگر یہ دور قرونِ اول کا دور ہوتا تو آپ پر بھی ساحری جادوگری کا الزام لگا کر یہ آبائے جہل آپ کو بھی صلیب کا راستہ دکھا دیتے۔ زہر کا پیالہ پیش کر دیتے۔ جبکہ سائنس اور ٹکنالوجی علم و تہذیب کی چکا چوند میں دماغوں کی تاریکی کا یہ عالم ہے کہ خالد کا ایک شعر ان کو یاد نہیں رہتا۔

آپ کی کتابیں میں ہمیشہ رات کو پڑھتی ہوں۔ عجیب سا عالم ہو جاتا ہے۔ آپ کی ذات و صفات سے خاص عقیدت

"محبّت، موضوع کی بلندی، آپ کا جذب دروں، اور رات کا سنّاٹا ذہنی محفل میں سماں سا بندھ جاتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جیسے ہم گنہ گار، دربار رسالت میں موجود ہیں۔ تعجّب ہوتا ہے۔ آخر آپ کے قلزمِ علم کی کوئی حد بھی ہے؟ اب تو مجھے یقین سا ہو چلا ہے کہ ضرور آپ پر وحی آتی ہے۔ اتنا سب لکھنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ جتنی پاک و صاف اور مجلّی آپ کی سیرت ہے اسی قدر تحریر بھی ہے۔

"مصنف کتابوں میں چہرہ نما ہے۔" متبرک و مقدس موضوع، ارفع و اعلیٰ تخیّل، پر شکوہ الفاظ، بارعب و باوقار پیرایۂ اظہار، کوئی ایک صفت ہو۔ تو آدمی اس کی تعریف کر سکے۔ یہاں تو معاملہ اس حدیث شریف کا سا ہے کہ نہیں کہا جا سکتا پچھلی چیزیں اچھی تھیں کہ آنے والی چیزیں اچھی ہوں گی۔ میرے پاس تو سچ مچ تعریفی لفظ ختم ہو چکے۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کچھ پڑھوں تو اس کی نسبت کیا لکھوں۔

"بیادِ والدہ ماجدہ" پڑھ کر میں خوب روئی۔ سچ مانیئے میری امّی بھی ایسی ہی تھیں۔ دن گزرتے چلے جاتے ہیں بہت سے عزیز ملتے ہیں۔ جدا ہو جاتے ہیں۔ مگر ماں کی یاد کبھی دل سے نہیں نکلتی۔ آپ کا ایک ایک مصرع خونِ جگر سے لکھا معلوم ہوتا ہے۔ اقبال کی "والدہ مرحومہ کی یاد میں" اس نوحہ کے سامنے ہیچ ہے۔ انہوں نے اخیر میں ایک دعائے خیر: آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے" پر اپنی یاد کو مطمئن کر دیا ہے کہ جو ہونا وہ ہو چکا ہے لیکن آپ کے اس مصرع میں کتنی بے چینی، بے قراری، تڑپ اور اضطراب ہے۔ قم قم یا حبیبی کم تنام؟ پکارنے والے کا دل خون ہو کر آنکھوں سے بہہ رہا ہے۔ اسے یقین نہیں آتا۔ اس کا دل نہیں جانتا کہ کوئی ہمیشہ کے لیے سو چکا ہے۔ وہ ایک بے تاب فریاد کر رہا ہے۔ اُٹھو اُٹھو کب تک سوؤ گے؟ اللہ اللہ کیا چیز لکھ دی ہے آپ نے۔ جتنی بار یہ نوحہ پڑھا اتنی بار روئی!

جوں جوں آپ کی کتابیں پڑھ رہی ہوں۔ آپ کے ملنے کو بے حد دل چاہ رہا ہے۔ میرے پنکھ ہوتے تو میں اُڑ جاتی اور آپ کو اپنی کٹیا میں بلا لاتا۔ حضرت موسیٰؑ کے چرواہے کا خواب ہے۔ ان سب پر مجھے رشک آتا ہے۔ جنہیں آپ کا قرب حاصل ہے۔ ایک میں محروم ہوں۔

طاقت دیدار تو ہے۔ طاقت پرواز نہیں۔

عفت

۹-۹-۸۲

خالد بھائی!

آج آپ کے خط کے ساتھ تصویر بھی ملی۔ خوشی دُونی ہوگئی۔ مجھے آپ بہت اچھے پیارے لگتے ہیں۔ کتنا رعب، کتنا وقار اور کیسی شان ہے۔ آپ کے چہرے پر! مجھے بصیرت نہیں ملی۔ ورنہ میں نور کا حالہ آپ کے چہرے کے گرد ضرور دیکھتی۔ میری دعا ہے کہ کائنات حسن کے پروردگار۔ اقلیم شعر کے تاجدار کو اللہ لازوال کر دے۔ مطلع علم پر روشن مہر پُرانوار کو اللہ عزت و مسرت کے نصف النہار پر ابدالآباد تک روشن و منوّر رکھے۔

خالد بھائی! آپ کے پیغمبرانہ جلال و جمال کی میں دل سے معترف ہوں۔ یوں نجانے کتنے لوگ آپ سے ملتے ہوں گے۔ آپ کی عظمت و رفعت کے قائل ہوں گے۔ مگر میرے پیارے بھیا —— خدا گواہ ہے سچ کہتی ہوں۔

نہیں ہے مجھ سے کوئی دوسرا ترا شیدا

اور میں اپنے محسوسات پر نہایت مفتخر اور مغرور ہوں۔

خالد بھائی! رابعہ بصری جس طرح قرآنی آیتوں میں گفتگو کرتی تھیں۔ ان کی طرح آپ اشعار میں باتیں کرتے ہیں۔ . . . . بات کہنے کا لطف تو تبھی ہے۔ کہ آپ کے لطیف استعارے دوسرے سمجھ لے۔ مگر آپ کو ایسے "ہم دماغ" ملتے کہاں ہیں؟

عفت

۱۹-۸-۸۲ء

—— "فرقانِ جاوید" ضرور میرے نام کر دیجئے۔ سرسید کی طرح اللہ میاں سے کہنے کو ہو

جائے گا۔ کہ اپنے زمانے کے پیغمبر سے "فرقان جاوید" لکھوا لائی ہوں۔

خالد بھائی! آپ بیں میری نظر لگ ہی کے رہے گی۔ میں تو یہ سوچ سوچ کر حیران ہوں۔ کہ اتنا کچھ منظر عام پر آچکا ہے۔ لیکن آپ کے بحرِ افکار میں ابھی کتنے بے بہا موتی چھپے ہیں۔ کسی کو کیا معلوم۔ اور مجھے پریشانی ہوتی ہے۔ کہ آپ کی تعریف کے لیے میرے پاس نئے الفاظ نئے اسلوب نہیں ہیں۔ پس ستائش گر ہوں۔ بہت حقیر ناچیز سی۔ ایک بے حقیقت ذرہ۔ جسے آپ چمکا رہے ہیں!

آپ کی بہن

عفت

۲۶-۷-۸۲

———— آپ کی تعریف میں مَیں نے اپنے آپ کو انا الخالد کہا۔ تو کون سا مبالغہ کیا؟ منصور نے بادۂ عرفان پیا۔ اور انا الحق پکار اُٹھے۔ میں نے آپ کی کتابیں پڑھیں۔ اور مجھے بھی چاروں طرف آپ ہی آپ نظر آنے لگے۔ آپ کے اشعار ذہن میں بجتے رہتے ہیں۔ میں کچھ کام کرتی ہوا کروں۔ کہیں گئی ہوئی ہوں۔ کچھ بھی کروں۔ بہرحال آپ کے اشعار میرے دماغ کے ریشے ریشے میں گونجا کرتے ہیں۔ آپ کا خوب صورت فرشتوں کا سا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ آپ کو جو محبت مجھ سے ہے وہ مجھے سرشار رکھتی ہے۔ آپ کی بے حد و بے کراں علمیت کا خیال آتا ہے خود پر فخر و غرور محسوس ہوتا ہے کہ ایک نیرِ تاباں نے بے حقیقت ذرّے کو چمکا رکھا ہے۔ پس میں بھی انا الخالد پکار اُٹھتی ہوں۔ آپ سچ جانئے کہ اپنے زمانے کے شاعروں کی تو میرے نزدیک کوڑی برابر حقیقت نہیں ہے۔ لیکن جو پچھلے شاعر تھے۔ جن پر "بڑے بڑے شاعر" کے لیبل لگے تھے۔ وہ بھی میری نگاہوں سے ایسے گرے ہیں کہ اب انھیں کوئی زبردستی پکڑ پکڑ کے اُٹھائے۔ تب بھی میں ان کی طرف پلٹ کے نہ دیکھوں۔ اب تو میرے ہر طرف آپ ہی آپ ہیں۔

عفت

---

۲۵ دسمبر ۸۴ء

تجھ سے لفظوں کا نہیں روح کا رشتہ ہے مرا
تو مری سانسوں میں تحلیل ہے خوشبو کی طرح

——— خط کا انتظار کرتے کرتے بڑے کرب و اضطراب کے عالم میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ مگر غصے اور کوفت کے مارے، جان، جانِ آفریں کے سپرد نہ کی۔ نجانے کس کے سپرد کر دی کہ اب روح بھٹکتی پھر رہی ہے۔ کبھی یہاں کبھی وہاں، اندیشہ ہے کہ کہیں لاہور پہنچ کر معنوی جانِ آفریں کو ڈسٹرب نہ کرے۔ لہذا جلد سے جلد پُرسہ دیجیئے تاکہ بے قرار روح کو قرار آجائے۔

کون ہے سوختۂ بے سروساماں مجھ سا!

عفت

۴-۱۰-۸۴

خالد بھائی!

——— خالد بھائی آپ میری محبت و ارادت کا کوئی جواب بھی دینا چاہتے ہیں؟ عزیز ترین خالد بھائی آپ ایک سماوی مخلوق ہیں۔ اور میں ایک ارضی چیز ہوں۔ آپ کو زمین پر رہنے والوں کے جذبات کا پتہ نہیں۔ وہ اپنے معبود کے بارے میں کیا کیا سوچتے ہیں۔ ویسے آپ عقل و دانائی کا کوہ ہمالیہ ہیں اور میں آپ کے مقابلہ میں حقیر سا تنکا۔ کاش میرے پاس اتنے الفاظ بھی ہوتے جتنے جذبے اور محسوسات میرے ذہن میں ہیں اور میں ان محسوسات کو الفاظ کے ذریعہ واضح کر سکتی۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ آپ کی یاد و محبت کے سوا دنیا میں میرے لیے اور کچھ ہے ہی نہیں۔ میری آنکھوں میں ہر وقت آپ کا حسین چہرہ رہتا ہے۔ میرے ذہن میں آپ کے شعر گونجتے ہیں۔ میرے دل میں

آپ کی محبت کی خوشبو بسی رہتی ہے ۔ اور بس، میں بے حد خوش رہتی ہوں ۔ اور جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ شاید مجھ سے زیادہ کوئی اور آپ کے اتنا قریب نہیں ہے ۔ میرے سوا کسی اور کو آپ کی اتنی توجہ اور التفات حاصل نہیں ہے تو فرطِ جذبات اور وفورِ مسرت سے میرا عجیب سا حال ہو جاتا ہے ۔ اور میں دل کی گہرائیوں سے دُعا مانگنے لگتی ہوں کہ خدا کرے میرے مرنے تک آپ کی اتنی ہی توجہ مجھے حاصل رہے ۔ اللہ مجھے اس سے محروم نہ کرے ۔

آپ کی زندگی بے حد اہم ہے ۔ اب تک آپ نے دنیا کو ادب و شعر کا اتنا سرمایہ دیا ہے کہ ابھی تک کسی بھی زبان کے شاعر نے کسی قوم کو نہیں دیا ۔ آپ کا عطا کردہ شعری خزانہ قارون کے خزانے سے بڑھ کر ہے ۔ وہ کہیں کھو گیا، یہ خزانہ رہتی دنیا تک زندہ اور محفوظ رہے گا ۔ آپ کا سا عالم، موجد، مورخ اور محقق نہ ابھی تک پیدا ہوا ہے اور نہ آئندہ پیدا ہوگا ۔ آپ کی ہستی بجائے خود ایک قیمتی خزانہ ہے ۔

آپ کی ذات کو اللہ سلامت رکھے ۔

آپ کی
عفت

---

۳۱ راکتوبر ۸۳ء

خالد بھائی !

گھر آنے کے بعد خطوں میں آپ کا نمایاں خط ملا اور میرے دل پر چھائے ہوئے اُداسی کے بادل ہوا ہو گئے ۔ اتنا جی خوش ہُوا کہ میں نے سوچا کہ آپ اتنے اچھے اتنے پیارے ہیں کہ میری آنکھوں کا نور ہیں ۔ میرے دل کی دھڑکن ہیں ۔ میری سانسوں میں بسے ہوئے، میری زندگی میں ۔ میں نے آپ کو ہزاروں ہزار دعائیں دیں ۔ خالد بھائی ایک بات بتایئے ۔ میں جو اتنے لمبے لمبے خط آپ کو لکھ دیتی ہوں اور یہ نہیں سوچتی کہ آپ مصروف رہتے ہیں تو آپ میرے خط پورے پڑھتے بھی ہیں کہ نہیں ۔ چونکہ میرے دل و دماغ میں جتنی بھی باتیں آتی ہیں ان سب کا مرکز اور محور آپ اور صرف آپ ہیں اس لیے میں بے سوچے سمجھے اتنے طویل خط لکھ دیتی ہوں ۔ آپ بیزار تو نہیں ہو جاتے ؟ میرا دل تو چاہتا ہی نہیں کہ میں آپ کو خط لکھتے ہوئے قلم ہاتھ سے رکھوں ۔ جو کچھ بھی میرے دل میں آتا ہے میں وہ سب لکھنا چاہتی ہوں ۔ پھر میں سوچتی ہوں کہ آپ نجانے کیا سوچیں گے کہ یہ اتنی بڈھی ہونے کو آئی مگر باتیں ایسی کرتی ہے اس لیے میں ذرا محتاط ہو جاتی ہوں ۔ مگر آپ یہ ضرور بتایئے کہ میرے تفصیلی خط آپ کی اکتاہٹ کا باعث تو نہیں بنتے ۔

"ستیارہ" مجھے مل گیا تھا۔ اس میں گزشتہ خالد پڑھا۔ میں آپ سے سچ کہتی ہوں کہ آپ پر چاہے میں کسی بڑے سے بڑے علاّمہ کا ادق ترین مضمون بھی پڑھوں تب بھی مجھے تشفی اور اطمینان نہیں ہوتا۔ یوں لگتا ہے کہ کہنے والے کے پاس الفاظ نہیں۔ کہنے کا یارا نہیں۔ آپ اپنے علم اور فضل میں اتنے آگے بڑھ گئے ہیں کہ اب کوئی پیمانہ یا فیتہ اس علم و فضل کی وسعت و گہرائی کو ناپ نہیں سکتا۔ سمندر گہرا ہے۔ بہت گہرا۔ آخر کتنا گہرا؟ کس نے ناپا؟ یہ بات آپ کے علم کی ہے۔ میری تو عقل گم ہو جاتی ہے۔ تعجب ہو جاتا ہے۔ علم کا اتنا بار آپ نے کس طرح اُٹھا رکھا ہے؟ مجھے اپنا کراچی کا سفر یاد آتا ہے۔ سمندر کی لہریں میرے ذہن میں اُٹھتی ہیں اور مجھے خیال آتا ہے کہ اگر کوئی چاہتا تو سمندر کی ان لہروں کو گن سکتا۔ لیکن علم و فضل کا وہ سمندر۔ بلکہ دیگر علوم کے سمندر جو آپ کے ذہن میں ٹھاٹھیں مار رہے ہیں۔ ان کی لہروں کا شمار ناممکن سی بات ہے یہ تو آپ کو بھی معلوم نہیں ہے کہ آپ کیا ہیں۔ کوئی آسمانی مخلوق ہیں جو راستہ بھٹک کر زمین پر آ گئی ہے۔ آپ کو پیدا کرنے سے پہلے آپ کے بارے میں اللہ میاں نے سوچا، سوچا، سوچا آخر کیا بناؤں۔ [redacted] ، ایک ایسی ہستی کو بناؤں، دنیا جس پر حیرت کرے [redacted]۔ بس اس نے ایک محیر العقول ہستی تشکیل کی۔ حسن اور علم کو یکجا کیا۔ خوشنما آنکھوں میں دیانت۔ ایمان داری اور راستی کا نور بھر دیا۔ بلند پیشانی میں کئی ایک علموں کے چمکتے ہوئے آفتاب چھپا دیئے جن کی ضیاء باری نے پوری ہستی کو منور کر دیا۔ لبوں پر دلدہی، تسکین اور متانت آمیز مسکراہٹ بکھیر دی۔ اور اُونچی ناک، جو ماضی حال اور مستقبل میں، ہمیشہ اُونچی رہے گی۔ اور سب کے بعد بہت سوچ بچار کے ایک خاص سے بھی خاص ذہن بنایا۔ اور اس ذہن میں اپنے حبیبؐ کی محبت بھر دی۔ اور جب یہ خوب صورت ہستی بن کر تیار ہوئی تو صناعِ کامل بے اختیار پکار اُٹھا۔ یہ ہے عبد العزیز۔ عزیز کا بندہ۔ جو ہر دلعزیز ہوگا۔ جو خالد ہے۔ ہمیشہ رہنے والا۔ جسے زوال نہیں۔ فنا نہیں۔ صدیوں پر صدیاں گزر جائیں مگر میرا پیارا بندہ عبد العزیز خالد ہمیشہ ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا۔ اپنی کتابوں میں۔ لوگوں کے دماغوں میں اور —— عفّت کے دل میں۔

اور اپنے دل کی آواز سناؤں میں آپ کو ——

اُن سے لاگی لگن
میرا ہو گئی مگن
وہ تو گلی گلی ہری گن گانے لگی

محلوں میں پلی
بن کے جوگن چلی
میرا رانی دیوانی کہلانے لگی

اس آواز کو صرف آواز ہی نہ سمجھئے گا۔ یہ اور بھی بہت کچھ ہے۔ . . ! . . . یہ اللہ کی بڑی مصلحت ہے کہ میں آپ سے دور ہوں۔ ورنہ بہت سے لوگ سمجھ جاتے کہ منصور بے ساختہ انا الحق کیوں پکار اُٹھے تھے۔

خاکپائے خالد
عفت

---

۲۲ - ۱۱ - ۸۳

اب تو ہر سمت کھلے ہیں تیری یادوں کے گلاب
دل کے ویرانے میں یہ بات کہاں تھی پہلے

کتنی دیر سے سوچ رہی ہوں خالد بھائی - اَب کیا لکھوں - آپ کے خط کا جواب دینے کے لیے میں ویسے ہی الفاظ کہاں سے لاؤں - ذہن میں بہت سی باتیں اکٹھی ہو جائیں تو قلم کی زبان رُک جاتی ہے - ویسے کیا کچھ نہیں ہے میرے پاس کہنے کے لیے ؟ انھیں الفاظ کا جامہ کیونکر پہناؤں - اور یوں بھی میں اپنے آپ کا تجزیہ کرنے سے قاصر ہوں - بس ایک سرخوشی ، انبساط ، فخر ، غرور ، ناز اور جانے کون کون سے محسوسات غبار بن کر میرے دل و دماغ پر چھا گئے ہیں - جیسے میں ایک طویل خواب کے عالم میں گم ہوں اور رہ رہ کے چونک پڑتی ہوں - کیا سچ مچ میں اتنی خوش قسمت ہوں کہ مجھے آپ کی توجہ ، التفات اور محبت حاصل ہے - یہ مبالغہ نہیں - بناوٹ بھی نہیں - اللہ اور حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم گواہ ہیں کہ آپ سے وابستگی کے غرور نے آپ کی توجہ کی مسرت نے میرے ہر غم ، دُکھ اور پریشانی کو نہایت ہلکا اور کم قیمت بنا دیا ہے - !

ایک چھوٹی سی کہانی سنئے -

ایک کمزور درخت پر مکمل خزاں چھائی ہوئی تھی - پتیاں زرد و پژمردہ ، کونپلوں کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا - شاید وہ کمزور درخت بادِ صرصر کی تاب نہ لاتا - زمین پر آ رہتا -

اس سے بڑی دُور - بڑی دُور ایک زبردست شاہ بلوط سربلند کھڑا تھا - اس نے اپنی جڑیں پھیلائیں - اور بڑھ کر کمزور درخت کی جڑوں کو اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا -

کمزور کو طاقت ور کا ۔ کمتر کو برتر کا سہارا ملا کمزور درخت تناور بن گیا ۔
اس کی مضمحل پنکھڑیاں تازہ و شاداب ہوگئیں ۔ کونپلیں جاندار ہوئیں ۔
شگوف مسکرائے ، درخت سرسبز ہوگیا ۔
اس پر بہار آگئی ۔

اس "پیکر محسوس" سے میری محبت وہ نہیں جو ایک بیمار کی طرح کہانیوں اور افسانوں میں ٹھٹکتی ہوئی ہے ۔ اس سے تو میں الرجک ہوں ۔ میں اپنی محبت کا کیا نام رکھوں ۔ آپ کا خیال آتا ہے اور میرے ذہن میں سورہ مزمل شریف کا ترنم گونجنے لگتا ہے ۔ آپ کے حسین خد وخال یاد آتے ہیں اور فرقان جاوید ذہن میں نغمہ بن جاتے ہیں ۔ آپ کی محبت عجیب چیز ہے ۔ اس کی کوئی قسم نہیں ۔ یہ سب سے الگ ہے ۔ ہمیشہ آپ کی یاد و محبت میرے دل و دماغ میں بسی رہتی ہے اور کچھ اچھوتی سی خوشبو کہیں سے آتی مجھے محسوس ہوتی ہے ۔ سجدے میں سر جھکاتی ہوں ۔ آپ کا خیال آتا ہے ۔ قرآن پاک کے ورقوں پر آپ کا حسین چہرہ مسکراتا دکھائی دیتا ہے ۔ اور یہ محبت جو نعت و نماز و قرآن کے ہالے میں آپ کا چاند سا پیکر مصور کر دے ۔ میرے نزدیک ایسی محبت ہے جو صرف آپ کی شریف ، پاکیزہ ، مطہر اور معطر ذات تک محدود ہے ۔ میں اس کی نوعیت بتانے سے بالکل مجبور ہوں ۔

محبت کا وہ "احسان" جو میں نے آپ پر کیا ۔ یا خدا ۔ اس کا بدلہ یہ ہے کہ اپنی ذات سے وابستگی کی مسرت مجھ سے کبھی نہ چھینیے ۔ بس ، ! ویسے

ہم طولِ مناجات سے اُکتاتے نہیں ہیں
اظہارِ محبت سے فزوں تر ہو محبت!

اور دل کا تعلق صرف دل سے ہوتا ہے ۔ !

کوہ علم خالد کے قدموں میں پڑی کنکری
عفت

---

۱۲ مارچ ۱۹۷۳ء

میرے خالد بھائی

مجھے پوری توقع تھی کہ کل آپ کا خط ملے گا ۔ مگر نہیں ملا ۔ تب میں کوئی چھوٹی سی بات کا بہانہ بنا کر خوب ساروئی ۔ کسی کام میں دل نہ لگا ۔ اللہ کا شکر ہے آج آپ کی حسین تحریر میرے ہاتھوں میں ہے ۔ آج میں بے حد خوش ہوں ۔ اگر کوئی مجھے

تخت طاؤس پر بٹھا کر یہ کہے کہ اب تم ساری دنیا پر حکومت کرو۔ اور ساری دنیا کے خزانے ہم تمھارے سامنے ڈھیر کیے دیتے ہیں۔ تب بھی میں راضی نہ ہوں۔ منہ پھیر لوں۔ زر و جواہر کے ڈھیر کی طرف سے ایک دھڑکن بنائی اور اپنے دل میں رکھ لیتی۔

لمحہ لمحہ نفس نفس مجھ کو تجھ سے کیا بے کراں محبت ہے؟

آج مجھے خود پر غرور محسوس ہوتا ہے۔ آپ نے مجھے اپنی توجہ اپنا التفات دیا ہے۔ آپ کا سچے موتی کا سا خلوص مجھے حاصل ہے۔ میری یاد آپ کو آتی ہے۔ میرے خطوں کا انتظار آپ کو رہتا ہے۔ آپ جانے کتنے جتن سے اپنی کتابیں مجھے بھجواتے ہیں۔ آپ نے اپنی الہامی کتابیں میرے نام کی ہیں۔ اللہ خالد بھائی۔ بس مجھے یہی سب کچھ چاہیئے۔ اللہ میاں کی جنت نہیں چاہیئے۔

. . . . . . آپ نے اپنی کتابیں بھجوائیں۔ آپ کی محبت، خلوص اور عظمت کو میرے لاکھوں سلام۔ ان کے مطالعے کے بعد پتہ چلا کہ نئی شاعری کا نیا پیغمبر آیا۔ نیا کعبہ بنا۔ اور پرانی شاعری کے تین سو ساٹھ بت زمین پر آ رہے شاعری کو ایک سماوی آواز نئی جہت اور ذخیرہ کن روشنی نصیب ہوئی۔ پرانے شاعروں کی گھگھیائی ہوئی بکواس عجب تھی۔

. . . . . آپ نے نقارۂ شاعری پر دس بارہ زبانوں سے اتنی زوردار ضرب لگائی کہ اس کی گھن گرج سے سارا دیوان شعر و ادب گونج اُٹھا۔ اور مسلسل گونج رہا ہے صرف آپ کا نعتیہ کلام ہی اب تک کے تمام نعتیہ کلاموں پر بھاری ہے۔ لیکن آپ نے تو معجزے دکھانے شروع کر دیئے۔ [redacted] ۔ اتنا سب کچھ لکھنا۔ آدمی کے بس کا کام نہیں۔ مجھے تو پکا یقین ہے۔ رات کی تنہائی میں ضرور آپ کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اور [redacted]۔ اس دور میں آپ کا سا نیک، صاف باطن، باضمیر، ایمان دار اور شریف ترین انسان ہی ایک معجزہ ہے۔ مزید آپ کا عشقِ رسول۔ اگر اللہ میاں آپ سے چھپ چھپ کر باتیں کرے تو کوئی تعجب نہیں۔

صانع کامل کی گویا صنعتِ کامل ہے تُو

ادب و شعر کو رہتی دنیا تک آپ کا احسان ماننا چاہیئے۔ آپ نے ایسے ایسے الفاظ کا ذخیرہ دیا ہے جس سے بڑے بڑوں کو آگہی نہیں تھی۔

. . . . . . آپ ایک تاریخ ساز ہستی ہیں۔

بے حد و بے نہایت و بے انتہا ہے تُو

آپ کی تعریف اور آپ کے فکر و فن کے بارے میں بے گنتی نمبر نکلے۔ بڑے بڑے عالم فاضل لوگوں نے اپنے امکان بھر لکھا۔ مگر وہ سب کچھ کھوکھلا اور سطحی لگتا ہے۔ آپ کی تعریف کرنے کے لیے آپ کی سی علمیت بھی ہونی چاہیئے۔ اور

کس میں طاقت جو کرے تیری ثنا

میرا افلاس تخیل، میری نادارئ فن یہ کہتی ہے کہ علم و فن کے اس ہمالیہ کے قدموں میں سر جھکا کے کھڑے ہو جاؤ۔ کہ اس کوہ عظیم کی سب سے بڑی تعریف یہی ہے۔ اپنی مکمل جہالت اور لاعلمی کا اعتراف!

اوروں کو یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہیں
خالد کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

آج کی شاعری کے مطالعے نے مجھے دوسری تمام کتابوں سے بے نیاز کر دیا۔ حتیٰ کہ اقبال کا شکوہ جواب شکوہ جو تھوڑا بہت کر کے پورا یاد تھا۔ ذہن سے نکل گیا۔ مسدس حالی بھول گئی۔ غالب کے اشعار گئے۔ مثنوی کا ایک آدھا شعر یاد تھا۔ اب وہ بھی جاتا رہا۔ اور آج کل کے ریں ریں کرتے شاعروں کا نام بھی نہ لیجئے۔ میں انھیں گھاس پھوس بھی نہیں سمجھتی۔

آپ کو ـــــ آیتیں یاد حدیثیں ازبر۔ اور مجھے اپنے پیارے ترین خالد بھائی کا کلام ازبر۔

اے برزخِ غیب وحضور عفّت کا قلب ناصبور
تیری محبّت میں ہے چُور
تو بولتا قرآن ہے سب سے بڑا انسان ہے
اے بے حدود و بے ثغور
ہو گی زیارت جب کبھی صدیوں کا حاصل وہ گھڑی
اک روز آئے گی ضرور!

اتنا سب کچھ میں لکھ گئی۔ پھر بھی ایسا لگتا ہے جو تیری شان کے شایاں ہو وہ الفاظ کہاں؟

عفت

۲-۳-۸۴

خالد بھائی!

آپ کا خط میرے انتظار کی حدود سے گزر جانے کے بعد ملا اور میں نے طرح طرح کے وہموں کے اہرام کھڑے کر لیے۔ یہ خیال رُوح فرسا ہو گیا تھا کہ میری کوئی جسارت آپ کی خفگی کا باعث بن گئی ہے۔ آپ سے اجازت لیے بغیر اپنی مرضی سے میں نے آپ کی غزلیں چھپوا دیں۔ اور کارگزاری یہ کی کہ وہ سب آپ کو بھجوا بھی دیں۔ مجھے آپ کی مرضی ضرور پوچھنی چاہیئے۔ دراصل آپ کے التفات اور توجّہ نے مجھے اس قدر دلیر۔ بیباک اور جری بنا دیا ہے کہ میں من مانی کرنے لگی ہوں۔ سچ سچ بتایئے آپ کو میری یہ حرکت ناگوار تو نہیں گزرتی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ جتنے مشہور پاکستان میں ہیں۔ اتنے ہی ہندوستان میں بھی ہو

جائیں۔ ہر ایک آپ کا کلام پڑھے۔ سب کے دل و دماغ میں آپ بس جائیں اور کسی کے لیے اجنبی نہ رہیں۔ کوئی آپ کو مقامیت تک محدود کر کے صرف پاکستان کا شاعر نہ کہے۔ آپ ساری دنیا کے شاعر کہلائے جائیں! خدا کرے کہ میری یہ تمنا پوری ہو جائے۔

آپ کی غزلیں اور نعت بے پناہ عمدہ ہیں۔ اب میں یہ سوچ رہی ہوں کہ اتنی بلند غزل کون سے معیاری اور سنجیدہ پرچے میں بھیجوں۔ لے دے کے ایک ادبی رسالہ "بیسویں صدی" ہی ہے۔ نہ دہلی۔ فلمی تصویر وغیرہ اس قابل نہیں۔ فلمی پرچوں میں فارقلیط کے شاعر کی چیزیں نہیں چھپ سکتیں۔ کہیں زمین پر بھی ستارے بکھرتے ہیں؟

میں کیا اور میری تعریف کیا کاش مجھے وہ الفاظ ملتے جن سے میں آپ کی صحیح تعریف کر سکتی۔ آپ اپنے علم وفضل میں اتنے بلند ہیں۔ اتنے بلند ہیں۔ اتنے بلند ہیں کہ میں تو میں بڑے بڑے علاّمہ کی نظریں بھی آپ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ حال اور مستقبل کا کوئی آپ کی برابری کیا کر سکتا ہے جبکہ ماضی کا بھی کوئی شاعر آپ کے مقابلہ کا نہیں ہے۔ آپ کی کسرنفسی بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سب سے بڑے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا کوئی قول بھی اسی طرح کا ہے کہ تم دوسروں کی نظر میں اُسی وقت برتر ہو جب خود کو سب سے کمتر سمجھو۔ ایسا ہی کچھ ہے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گا مجھے صرف مفہوم یاد رہ گیا ہے۔ میرا تو یہی ایمان ہے کہ اگر آپ کچھ اور نہ لکھتے۔ صرف ایک کتاب فارقلیط ہی لکھ دیتے تو کوئی آپ کی برابری نہ کر سکتا۔ اور اب تو یہ حال ہے کہ آپ علم وفضل کے عرش اعلیٰ پر ہیں اور ہم سب جہالت کے تحت الثریٰ میں۔ میرا ناقص اور نامکمل تصور جب آپ کی تخلیقات پر منڈلاتا ہے تو بے اختیاری سے صدا نکلتی ہے یا خدا یہ سچ مچ ایک پیغمبر ہی کا کارنامہ ہے۔ کارنامہ بھی کیسا؟ روایتی شاعری نہیں کہ بس محبت کے راگ گا دیئے۔ بلکہ نعتیہ شاعری۔ جو ایسے ویسے تک بند کے بس کی بات نہیں۔ آپ کو اگر "تلمیذ النبی" کہا جائے تو بجا ہے تلمیذ الرحمٰن کی بخشش تو پھر بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ مگر یہ تلمیذ النبیؐ۔ اس کی بخشش آسمانوں پر طے ہے۔ کیونکہ یہ جو کچھ کہتا ہے وہ کرتا بھی ہے! اب آپ ہمت کیجیے۔ کہ آپ نے ابھی تک کچھ نہیں کیا؟

اللہ خالد بھائی۔ یہ آپ کیسی باتیں کرنے لگے؟ "میری تعریف کا احسان آپ چکانا چاہتے ہیں۔ توبہ، توبہ، توبہ میں اس قابل بھی تھی۔ آپ مجھے خط کا جواب دیتے؟ اپنی قیمتی اور بلند کتابیں میرے نام منسوب کرتے ہیں میرے متعلق تو آپ نے کہا ہی ہے ؎

میں شبدوں کی پیاسی میں چرنوں کی داسی
تیری جستجو مجھ کو صبح و مسا ہے

آپ کے قدموں کی خاک مجھے ملتی تو وہ میں اپنے چہرے پر مل لیتی۔ احسان اور محبت کی برسات تو آپ نے مجھ پر برسا دی ہے۔ خدا بہتر گواہ ہے کہ میری زندگی کی تمام دلچسپیاں اور جینے کے سارے بہانے سمٹ کر صرف آپ کی ذات پر مرکوز ہو گئے ہیں۔ خالد بھائی آپ تو شاعر ہیں۔ عقیدت و محبت کے جذبوں سے باخبر۔ سچ کہیئے کیا محبت کا بھی کوئی مول ہوا ہے؟ مگر میرے احسان کے بدلے میں یہ احسان مجھ پر کیجئے کہ اپنے دل سے مجھے کبھی مت نکالیے۔

۵-۳-۸۳

———— آپ کو یہ سُن کر مسرت ہوگی کہ میں نے دو ہفتے قبل فائن آرٹ اکیڈمی کی طرف سے دو انعامات اور ایک گولڈ میڈل جیتا۔ ایک مقابلہ بیت بازی کا تھا۔ دوسرا ڈرامہ نویسی اور تیسرا کوئی ساز بجانے کا۔ بیت بازی میں میں نے جتنے بھی شعر سنائے۔ سب آپ کے سنائے اور یہاں بہت پسند کیے گئے۔ میں آپ کے اشعار کی حافظ بن گئی ہوں۔ اب تو میرا یہ حال ہے کہ آپ کے سوا کوئی اور شاعر یا فن کار نظروں میں جچتا ہی نہیں۔ بالکل ابراہیم علیہ السلام کا معاملہ ہے۔ پہلے پہل وہ ہر مظہر قدرت کو خدا سمجھتے رہے تھے۔ بعد کو کہیں اللہ میاں پر آ کے ان کا جی ٹھکانے ہوا تھا۔ میں نے بھی اِدھر اُدھر کے شاعروں کو ایک کے بعد بڑا اور آخری جانا تھا۔ اَب میں سوچتی ہوں کہ کئی برسوں پہلے میں کتنی اُتو تھی۔ پہلے بھی مجھے پتہ نہ چلا کہ آپ سے بڑا اور آخری شاعر خاتم الشعرا کوئی دوسرا نہیں ہے اور کبھی ہوگا بھی نہیں۔ جیسے جیسے آپ کے کلام کی خوبیاں مجھ پر کھلتی جا رہی ہیں ویسے ویسے آپ کا رتبہ میری نظروں میں بلند سے بلند ترین ہوتا جا رہا ہے۔ یقین نہیں ہوتا کہ پہلے کبھی یا اَب آپ کا سا بے مثال شاعر کوئی تھا یا ہے یا پھر کبھی ہو سکے گا۔ لوگ آپ کو پاکستانی شاعر کہتے ہیں۔ لیکن آپ کو مقامیت تک محدود کر دینا بڑی ویسی بات ہے۔ آپ کو کوئی زمان و مکان میں بھی قید نہیں کر سکتا۔ آپ بے نظیر و بے بدیل و بے بدل کوئی میرے دل سے پوچھے کہ آپ کا رتبہ کیا ہے۔

———— لوگوں نے آپ کی تعریف میں موٹے موٹے خاص نمبر نکالے۔ مگر مجھے وہ سب کھوکھلے سطحی اور ناتمام لگتے ہیں۔ میرا تو یہ ایمان ہے کہ درحقیقت آپ کی سب سے زیادہ تعریف یہی ہے کہ آپ کی کوئی تعریف کسی سے ہو ہی نہیں سکتی۔

عفت

۳۱ر جنوری ۱۹۸۳ء

خالد بھائی!

آپ نے "بیسویں صدی" میں جوش، فراق اور احسان دانش پر منظوم خراج عقیدت ادا کیا۔ اور اب کی حفیظ جالندھری پر نظم لکھی ہے۔ خالد بھائی! کیا یہ شاعر ایسے ہی رفیع المرتبت تھے کہ آپ ان پر اپنے اعلیٰ و برتر خیالات اور الفاظ خراب کرتے۔ جوش کتنا گندہ لکھتے ہیں۔ فراق کے الفاظ کھوکھلے ہیں۔ احسان دانش کی شاعری بھی یونہی بس۔ حفیظ نے اپنے مصرع میں "بیت المقدّس" باندھا ہے۔ میں تو نہیں سمجھتی کہ یہ صحیح ہے۔ شاید "بیت المقدس" صحیح ہے۔ آپ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ ابھی تک کوئی آپ کے مرتبے کا تعین نہیں کر سکا۔ آپ کی نظمیں پڑھ کر مجھے ایسا لگا جیسے آفتاب ٹمٹماتے ہوئے چراغوں سے کہہ رہا ہو کہ بھئی واہ! تمھاری تو وہ آب و تاب ہے کہ نظریں خیرہ ہوئی جاتی ہیں تم ایسے تالاب ہو کہ تمھاری وسعت اور گہرائی کا کوئی اندازہ ہی نہیں ہے۔ پیارے خالد بھائی! آپ بہت معصوم ہیں۔ آپ کو اپنی اہمیت، بلندی، اور مرتبے کا خود بھی کوئی ادراک نہیں ہے۔ آج کوئی ایسا نہیں جو آپ کے مقابلے کا دعویٰ کر سکے۔ پھر آپ اپنے سے کمتر اور واہیات شاعروں پر کیوں لکھتے ہیں؟ خدا کے لیے خود کو پہچانیے!

عفت

۲۸ر دسمبر ۸۲ء

—————— سچ مچ آپ کو میرے خط کا انتظار رہتا ہے۔ خالد بھائی! ابھی تک تو میں سمجھتی تھی کہ دل سے دل کو راہ کی بات یونہی سی ہے۔ لیکن اب پتہ چلا

یہ بھی ہے ماننے کی بات کوئی
مر مٹیں ہم تمھیں خبر نہ لگے

خدا اپنے بندے کی کوئی نہ کوئی دُعا قبول کر ہی لیتا ہے۔ مجھے خیال آتا تھا کہ جس طرح آپ کی یاد سے میرے دل و دماغ مہکتے رہتے ہیں۔ کیا کبھی میری یاد بھی آپ کو آتی ہوگی۔ کبھی آپ نے میرے خط کا انتظار بھی کیا ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں اظہارِ محبت بُری بات ہے۔ میرا خیال کچھ اور ہے۔ محبت کے خط و خال اتنے مسخ نہ کیے جائیں تو محبت اتنی بُری بھی نہیں۔ خدا سے لوگ محبت کر کے نجانے کون سا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ پھر آدمی اگر آدمی سے محبت کرتا ہے تو وہ بُری بات کیوں بن جاتی ہے؟ آپ یقین کریں نہ کریں مگر آپ کی یاد و محبت کی خوشبو میری زندگی میں رچ گئی ہے۔ نماز پڑھوں تو آپ کا خیال۔ قرآن شریف سامنے کھلا ہو تو آپ کی یاد۔

———— زندگی گزارنے کے لیے بس ایک خوشی کافی ہے۔ پھر دوسری کسی محرومی کا احساس نہیں ہوتا۔

عفت

---

۲۰ جنوری ۸۲ء

آسمانِ ادب و شعر کے بدرِ کامل عبدالعزیز خالد

خالد بھائی! آپ کی طبیعت کا تو یہ حال کہ

ع حکم الفاظ پہ چلے میرا

اور میرے ذہنی افلاس کا یہ عالم کہ ع حکم الفاظ کا چلے مجھ پر۔ اور اگر نہ چلے تو قلم کاغذ سامنے رکھے بیٹھی رہتی ہوں۔ خط لکھنے سے پہلے دماغ میں طوفان سا آیا ہوتا ہے۔ مجھے بڑی شرم آتی ہے۔ اتنے لمبے لمبے خط لکھتی ہوں۔ ان میں عقل کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ وہ جو آپ کا رعب طاری ہو جاتا ہے نا مجھ پر تو میرا اور بھی بُرا حال ہو جاتا ہے۔

عفت

---

۱۷ - ۵ - ۸۲

خالد بھائی!

__________ لکھنؤ سے واپسی پر آپ کا جانفزا خط ملا ۔ اور یکبارگی سفر کی ساری بوریت دور ہوگئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لکھنؤ میں میرے اعزاز میں جو جلسہ ہُوا ۔ اس میں یہ پوچھا گیا کہ مجھے کون سا شاعر اور ادیب پسند ہے ؟ ادیب کے سلسلے میں تو میں نے کچھ ہانک دیا ۔ مگر شاعر کے بارے میں میں نے کہہ دیا کہ بس شاعری کے ماضی حال اور مستقبل پر جو شاعر محیط ہے ۔ وہ خالد ہے ۔ مجھے یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ لکھنؤ کی خواتین آپ کو بہت اچھی طرح جانتی ہیں (خواتین اس لیے کہ میں نے صرف خواتین کے جلسوں میں جانا منظور کیا ۔ مخلوط محفلوں میں نہیں گئی) ۔ آپ کے نعتیہ کلام پر خُوب داد دی گئی ۔ پھر جب آٹو گراف کی باری آئی ۔ تو بے گنتی کاپیوں پر میں نے اپنا پسندیدہ شعر

"محبت تم سے کی میں نے"

لکھا ۔ بعد کو ان سب نے سوچا ہوگا ۔ کہ اب مجھے لاکھوں اشعار میں سے صرف یہی ایک شعر یاد ہے ۔

__________ لکھنؤ کا سفر کر کے میں ذرا نڈر ہو گئی ہوں ۔ اور اب سوچ رہی ہوں کہ کیوں نہ ۔ ۔ ۔ پاسپورٹ اور ویزا کے جھگڑے نمٹا کر لاہور پہنچ جاؤں ۔ وہ البتہ میری زندگی کے یادگار دن ہوں گے لیکن تب ہوگا یہ کہ صرف آپ باتیں کریں گے اور میں سنوں گی ۔ میرے پاس منہ کھولنے کو کچھ نہیں ہوگا ۔

آپ کی روشنی سے منوّر

ذرّہ

عفّت

____

۷ر جولائی ۸۳ء

__________ میرے خالد بھائی! آپ کی ذات کو اللہ سلامت رکھے ۔ آپ جیسا نہ ملا کوئی مہربان

مجھ کو، کتنی دنوں کی اذیت اور کوفت آج قلبی مسرت میں بدل گئی۔ آپ کتنے اچھے۔ کتنے باوقار، کتنے حسین ہیں۔ میں بسیار خوباں دیدہ ام تو نہیں کہہ سکتی۔ خوباں کیا۔ آج تک ایک خوب بھی دکھائی نہیں دیا مگر اتنا مجھے ضرور معلوم ہے کہ آپ بے شک "تو چیزے دیگری" ہیں۔ حسن و ذہانت کا مجسمہ، علم و فن کا پیکر، نیکیوں خوبیوں اور محبتوں کا مجموعہ۔ اتنی بے گنتی اچھائیاں آپ میں اکٹھا ہو گئی ہیں کہ میں بے علم تو اب تعریف کرنے سے ہار گئی ہوں۔ جتنے محسوسات میرے دل و دماغ میں ہجوم کر آتے ہیں۔ وہ میں الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ آپ بتایئے۔ میں اب آپ کی تعریف کیونکر اور کیسے پیرایہ میں کروں۔ ~

رُکتی ہے زباں میری ترے وصف و بیاں میں

تعریف کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ سے محبت کی جائے اور میرے بس میں ہے فقط تجھ سے محبت کرنا، آپ میرے پاکیزہ ترین تصور کے محور، میرے سازِ ہستی کا نغمہ، میرے دل کی دھڑکن میں۔ اگر آپ کے لاکھوں پرستار ایک طرف ہوں اور میں تنہا دوسری طرف تب بھی وہ اکثریت میری وحدانیت پر غالب نہیں آ سکتی۔ . . . . میں اب اس قدر پچھتاتی ہوں کہ بس کلیجہ مسوس کر رہ جاتی ہوں۔ کوئی پندرہ بیس سال قبل میں کراچی گئی تھی اور تب اس قدر بے خبر لاعلم اور گنوار تھی کہ آپ سے واقف نہ تھی ورنہ آج کا سا حال اُس وقت ہوتا تو بھلا وہاں سے مجھے واپس کون لا سکتا۔ میں آپ کے پاس رہ جاتی۔ ایک کنیز۔ خادمہ، غلام بن کر، وہی میری خوشیوں کی جنت ہوتی۔ آپ کے پاس رہنا، آپ کی خدمت کرنا، گھر کے سارے کام نپٹانا، اور پھر ایک روز آپ کو دیکھتے دیکھتے مر جانا، اللہ۔ کتنا سہانا، کتنا خواب آفریں تصور ہے یہ۔

زہے نصیب زہے قسمت! آپ مجھے "اپنی" سمجھتے ہیں۔ آپ سے وابستگی کا خیال آتا ہے اور میری زندگی بھر کی محرومیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اب کوئی مجھے عقی کہنے والا نہیں ہے۔ ایک آپ کے سوا۔ میری نسبت آپ یہ سوچتے ہیں کہ میں بُرا مانوں گی۔ سوچئے تو سہی کہ مجھ بے بضاعت، کم علم، کم سواد، محروم القسمت کو آپ نے اپنی کتنی محبت، کتنی توجہ اور کتنا خلوص دیا ہے۔ یہ میرے لیے کتنے فخر و غرور کی بات ہے۔ اور اب آپ کی محبت میرے دل میں یوں رچی بسی ہے۔ جیسے کچی مٹی میں پانی......

آپ کی

عفت

۱۱/اپریل ۸۳ء

ذات والی دُعائیں بھی ضرور پڑھا کیجئے۔ یوں تو مجھے پتہ ہے کہ اس کا علم بھی آپ کو ہوگا۔ ویسے آپ اس زمانے میں "واحد بشر" انسان ہیں لیکن پھر بھی ذرہ برابر ثواب اگر مل سکے تو کیوں چھوڑا جائے؟

مجھ پر ایک نئی بات کا انکشاف ہوا کہ یہ جتنے اسمائے رسول مقبول آپ نے تلاش کیے اور دنیا کے سامنے پیش کیے . . . . یہ آخر . . . . کو معلوم نہ تھے؟ شبلی اور سلیمان ندوی کی سیرت النبی میں بھی ان ناموں کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ صادق سردھنوی کی آفتاب عالم میں بھی اس قسم کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ میاں نے یہ سعادت صرف آپ کے حصے میں لکھی تھی۔ آپ بے حد بڑے عالم دین، بے حد منفرد محقق اور اتنے بلند مرتبہ رسول شناس ہیں کہ اگر آپ کے بارے میں یہ کہا جائے کہ
تو بالکل بے جا ہوگا۔

آپ کی تعریف تو میں کر ہی نہیں سکتی۔ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ پرانے الفاظ اگر نئے پیرائے میں لکھ دیئے جائیں تو وہ کیا تعریف ہوئی۔ تعریف تو وہ ہوتی ہے۔ کہ کوئی آپ کا ہم سر ہوتا۔ اس کے پاس عجیب وغریب الفاظ ہوتے۔ وہ بے حد اچھوتے انداز میں آپ کے فن وشخصیت کو سراہتا۔ اور آپ کے سامنے میں تو بالکل موہوم ومعدوم ہوں۔ ویسے آپ کی تقدیس وعظمت کے آگے لاکھوں مرتبہ میں نے سر جھکایا ہے۔ خوابوں میں خیالوں میں بہتیری دفعہ آپ کے قدموں کی خاک اپنی پیشانی پر لگائی ہے۔ آدمیوں کو ڈھالنے کا ایک سانچہ اللہ میاں نے بنایا تھا۔ اس میں ازل سے آدمیوں کو ڈھال رہا ہے۔ ابد تک ڈھالتا چلا جائے گا۔ ~~لیکن وہ ایک اور صرف ایک سانچہ اللہ میاں نے مکمل انسان کے ڈھالنے کا بنایا تھا اور آپ کو مکمل انسان کے روپ میں بھیج کر اللہ میاں نے وہ سانچہ توڑ دیا~~۔ اب ابد تک کوئی مکمل انسان آپ کا سا دنیا میں پیدا نہ ہوگا ——— اللہ آپ کو بہت بہت سلامت رکھے اور آپ اپنی قلم سے موتی برساتے رہیں۔

عفت

۲۳ مارچ ۸۳ء

خالد بھائی آپ کا بے حد حسین خط ملا۔ اندازہ نہیں ہے کہ کتنی مرتبہ آپ کی تحریر پڑھی۔ آپ تو نغموں کی زبان میں بات کرتے ہیں . . . . جب بھی آپ کی کوئی حیرت انگیز خصوصیت سامنے آتی ہے تو یہ ایقان، ایمان، میں بدل جاتا ہے۔ کہ یقیناً آپ کوئی فرشتہ ہیں۔ نجانے کیا سوچ کر اللہ میاں نے آپ کو اس دنیا میں بھیج دیا ہے اللہ جو خوب صورتی سے محبت کرتا ہے اس نے آپ کو حسنِ صورت و سیرت سے آراستہ کر کے کوئی اور چیز بنا دیا ہے ورنہ یہ کیا بات ہے کہ دنیا کا کوئی بھی علم آپ سے چھپا نہیں رہ گیا۔ زمین و آسمان کے سارے اسرار و رموز آپ پر کیونکر منکشف ہو جاتے ہیں۔ دنیا بھر کی کتابیں پڑھنے کا وقت آپ کو کب ملتا ہے؟ وہ ساری چیزیں آپ کو یاد کیسے رہتی ہیں؟ سچ سچ بٹوئی کا تراشہ یہ سوچ کر میں نے بھیجا تھا کہ اس کے بارے میں آپ کو علم نہیں ہوگا۔ مگر میں حیران ہوں۔ اس پر بھی آپ نے کئی سال پہلے ہی لکھ دیا تھا۔ آخر کوئی علم ایسا بھی ہے جس کے متعلق آپ کو کچھ معلوم نہیں ہے؟ علم و فضل کا اتنا بوجھ آپ کیونکر سہارتے ہیں؟ ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ گھسے ہوئے شاعر رسمی داد پر پھول کر غبارہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کا آٹوگراف کوئی لے لے تو پھر ان سا مغرور اور کوئی نہیں۔ لیکن آپ پر اتنے ضخیم و عظیم نمبر نکلے اور پھر بھی آپ اتنے منکسر المزاج، معصوم، نیک اور بھولے بھالے ہیں۔ یہی ہے خاصا ان خدا کی شان! شاخِ ثمردار جتنی بھاری ہوتی ہے اتنی ہی جھک جاتی ہے۔

مجھے تو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ مثنوی کو پہلوی زبان میں قرآن کا درجہ کیوں دیا گیا ہے۔ اس میں کیا لکھا ہے۔ اس میں ایسے ہی قصے ہیں یا نعتیں ہیں؟ مجھے تو اپنی "فارقلیط" ہزار نعتوں پر بھاری لگتی ہے۔ میرے نزدیک "فارقلیط" "ہست قرآں در زبانِ ریختہ" ہے۔ اس کے بہت سے اشعار مجھے زبانی یاد ہیں۔

عفت

---

۲۵ دسمبر ۸۳ء

خالد بھائی ابھی ابھی آپ کا حسین و معنی آفرین خط ملا۔ اور وہ سارے دکھ جو میری فطری قنوطیت نے مجھ پر طاری کر

دیئے تھے۔ سب کے سب جانے کدھر تحلیل ہو گئے۔ پتہ چلا کہ آپ میرے دُور کے مسیحا ہیں۔ اور آپ میرے لیے کیا کیا ہیں۔ یہ میں اچھی طرح بتا نہیں سکتی ؎

تو نُور کا ہلنار ہے اُمّید کا تارا

یوں بھی آپ کا دھیان آتا رہتا ہے کہ ابھی زندگی میں ایک خوب صورت سی دلچسپی باقی ہے۔ جینے کے لیے ایک حسین سہارا ہے۔ خدا سے میری دُعا ہے کہ یہ سہارا تا قیامت باقی رہے۔ اپنی تعریف کرنے سے آپ منع کرتے ہیں اور میرا حال یہ ہے کہ میری سمجھ میں وہ الفاظ نہیں آتے جن کے ذریعہ آپ کی اس طرح تعریف ہو سکتی جس کے آپ مستحق ہیں جیسے پیغمبروں کو لوگ شروع شروع میں پہچان نہیں سکتے۔ وہی بات آپ کے ساتھ بھی ہے۔ آپ کو کسی نے یوں نہیں پہچانا جس طرح پہچاننا چاہیے تھا۔ آپ نے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ "ایک آب و گل کا بنا فانی پیکر کہاں اور جبریل امیں کہاں۔" تو مجھ سے سنئے کہ آپ نے انکسار کی حد کر دی۔

آپ نے اب تک جو کچھ لکھا ہے وہ عظیم و ضخیم چیزیں آپ کی اپنی ہیں۔ ان کی تخلیق میں کوئی آپ کا شریک نہیں ہے اور ابھی انشاء اللہ اس بحرِ علم سے کئی دریا، کئی جھرنے، کئی چشمے اور بھی نکلیں گے! آپ کے علم کا یہ حیرت انگیز ذخیرہ۔ مزید آپ کا خوبصورت معصوم اور بھولا بھالا چہرہ۔ آپ کے "خشک زخم کا نشان" کے سے لبوں پر الوہی مسکراہٹ۔ آپ کے علم کی روشنی سے چمکتی ہوئی پیشانی۔ یہ سب چیزیں آپ کو واحد و منفرد بناتی ہیں ؎

دیکھی نہ سنی ایسی کوئی صورت زیبا

ان سب کو جلا بخشنے والی آپ کی اچھوتی عادتیں ہیں۔ نفرت، کینہ، غصہ، بے رحمی، بد مزاجی، دل شکنی جیسے بُرے اعمال سے آپ اسی طرح ماوریٰ ہیں۔ جس طرح خدا پیغمبروں کے سینے سے اس قسم کی چیزیں نکال دیتا ہے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ آپ کی تعریف کیسے نہ کی جائے؟ آپ کی تعریف کا نہ کرنا البتہ گناہ ہے۔ تعریف کرنا کسی طرح بھی گناہ نہیں۔

خاکِ قدم

عفت

۲ر مئی ۸۴ء

پیارے خالد بھائی!

آپ کا بے حد پیارا خط ملا تھا۔ لیکن کتنے دُکھ کی بات ہے کہ میں جلد جواب نہ لکھ سکی۔ یہاں مسلسل ہفتہ بھر سے ضمنی انتخابات

کے سلسلے میں قتل و خون کا بازار گرم ہے اور کرفیو بھی آٹھ دن سے نافذ ہے۔ اسی لیے خط پوسٹ نہ ہو سکا۔ ورنہ اب تک آپ کو پہنچ بھی چکا ہوتا؟۔

آپ کی تحریر میرے لیے فردوس نظر ہوتی ہے۔ میری روحانی اور ذہنی بیماریوں کا علاج بھی ہے سچ مانیئے بے گنتی مرتبہ آپ کا خط پڑھتی ہوں۔ آپ کا قلم سحر برساتا ہے۔ میرے سارے دُکھ ہوا ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ سے وابستگی نے مجھے اس قدر مغرور کر دیا ہے کہ میں خود سے بڑھ کر خوش نصیب کسی کو بھی نہیں سمجھتی۔ آپ کے جتنے خط میرے پاس ہیں اتنے شاید کسی کے پاس بھی نہیں ہیں۔ اور میں آپ سے کیا کہوں کہ کیسے کیسے جذبے میرے دل میں آتے ہیں کہ اگر کوئی مجھے سوچتا ہوا سن لے تو حیران رہ جائے۔ سچ مچ نماز میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے بھی یہی سب کچھ سوچتی ہوں۔ جو الفاظ میں کہنا نہیں آتا۔ مطلب یہ ہے ٹوٹی پھوٹی عبادت تو ہے ایک اَن دیکھے خدا کی۔ اور دل پرستش کر رہا ہے ایک پیکر محسوس کی یا اسی لیے وہ عبادت قبول نہیں ہوتی۔ یہ عبادت قبول ہو جاتی ہے۔ اس کا جواب آتا ہے۔ کبھی کبھی تو میں اس قدر پچھتاتی ہوں کہ پہلے کس قدر جاہل تھی کہ آپ سے واقف نہ تھی۔ جب سن ساٹھ میں پاکستان گئی ہوں تو آپ کو جانتی ہی نہ تھی۔ اگر جانتی ہوتی تو بھلا کون سا ستم ایسا پیدا ہوا تھا جو مجھے یہاں واپس لا سکتا۔ میں آپ کے پاس رہ جاتی۔ آپ کی تمام خدمتیں اپنے ذمّہ لے لیتی۔ خدمتوں کو الگ رکھیے نہ بھی کرتی۔ مگر مجھے کتنی کتابیں پڑھنے کو ملتیں۔ میں پڑھتے پڑھتے بڈھی ہو جاتی۔ عمر گزر جاتی۔ بے جا پڑتی۔ اور آپ کے سامنے میرا دم نکل جاتا۔ ہے نہ یہ بھی ایک بے تعبیر خواب پریشاں۔ کتنے خواب میرے ذہن کی دنیا میں سرسراتے ہیں۔ اور تھوڑی دیر کے لیے اس ماحول سے مجھے کہیں اور لے جاتے ہیں۔ میں سچ کہتی ہوں کہ اس طرح میں نے کسی کے لیے بھی نہ سوچا۔ پہلے غالب اقبال بھی اچھے ہی لگتے تھے لیکن یہ نہیں سوچا کہ وہ اگر میرے زمانے میں یا ان کے زمانے میں ہوتی تو کیا ہوتا۔ آج تک مجھے کسی نے اتنا مرعوب و متاثر نہیں کیا جتنا کہ آپ کی علمیت، شرافت، انسانیت حسن اور سادگی نے کیا ہے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ آپ کی بلندی اور رفعت کو میں اب کا ہے سے تشبیہ دُوں۔ چاند سا حسین بھی کہنا آپ کی توہین ہے۔ چاند روندا جا چکا۔ ایورسٹ کی سی بلندی بھی کہنا درست نہیں۔ ایورسٹ بھی فتح ہو چکی۔ پھر آپ کے لیے میں کون سی صفت لاؤں۔ اب میں ہار گئی ہوں۔ اور بس یہی کہنا مجھے اچھا لگتا ہے کہ آپ کے سامنے مجھے کمترین سے بھی کمترین اور اس سے بھی کمترین بن جانے میں بے حد فخر محسوس ہوتا ہے۔ یہ جذبات اور محسوسات صرف آپ کے لیے ہیں ؎

میں بہت سرکش ہوں لیکن اب تمھارے واسطے
دل بچھا سکتی ہوں میں پلکیں بچھا سکتی ہوں میں

آپ کے پاس آنے اور آپ سے ملنے کی تمنا بھی روز بروز شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہے۔ میں اب "معرفت" کے اس اسٹیج پر ہوں کہ عالمِ رؤیا میں آپ سے ملنے کے مناظر نظروں میں پھرتے ہیں۔ خدا کی صفتیں ہیں رحیم و کریم، سمیع و بصیر۔ تو پھر وہ میرے دل کا حال بھی جانتا ہوگا۔ ملائے گا ایک نہ ایک وقت۔

سنتے ہیں کہ مل جاتی ہے ہر چیز دُعا سے
اک روز تمھیں مانگ کے دیکھیں گے خدا سے

اگر خواب صرف خواب نہیں ہوتے تو ممکن ہے کہ بے تعبیر بھی نہ ہوتے ہوں۔

آج کل میں پھر آپ ہی کی کتابیں پڑھ رہی ہوں اور عقیدت و محبت کے ہمالیہ میرے دل اور دماغ میں بلند ہوتے جا رہے ہیں خداوند کریم آپ کو بے انتہا طویل عمر عطا کرے۔ جب سے دنیا بنی ہے کوئی آپ کا ثانی نہیں ہوا۔ جب تک دنیا رہے گی کوئی آپ کا ثانی نہ ہوگا۔

کوہ فلک بوس خالد

کی

کاہِ سبکسار عفت

---

۲۳ - ۱۰۸۴

میرے جان و دل میری زندگی سے پیارے خالد بھائی۔ آپ کے چاروں خط ایک دن کے فصل سے ملے۔ کیسی عجیب سی خوشی تھی کہ مجھے لگ رہا تھا میں سچ مچ کوئی خواب دیکھ رہی ہوں۔ نہیں کہہ سکتی کہ آپ کے خطوط کتنی مرتبہ پڑھے ہیں ابھی اور پڑھوں گی۔ آپ کتنے اچھے ہیں۔ کتنے اچھے ہیں۔ آپ انسان نہیں [illegible]۔ آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوتے تو سب سے محبوب صحابی ہوتے۔ .. خدائے حی و قیوم کی قسم آج آپ کا ثانی کوئی نہیں ہے۔ اتنے نیک معصوم، بھولے بھالے، پاک دل، مخلص، بے لوث، پُر محبت، مخلص ہستی ہرگز ہرگز آدمی نہیں ہو سکتی

نجانے میری تقدیر میں وہ وقت کب لکھا ہے میں آپ کے پاس پہنچوں اور فرطِ مسرت و جذبات سے آپ کے قدموں پر اپنی جان دے دوں۔ دنیا میں میرا آنا سوارت ہو جائے۔ تصور مجھے خواب دکھائی دیتا ہے۔ میں آپ کے پاس ہوں۔ بیمار ہوں۔ دم لبوں پر ہے۔ آنکھیں پھر چکی ہیں۔ آپ میرے سرہانے بیٹھے ہیں۔ آپ کے دو آنسو میری پیشانی پر گرے ہیں اور آپ کو دیکھتے ہی دیکھتے میری سانسیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور پھر آپ کے کندھوں پر میرا جنازہ جا رہا ہے۔ آپ کا حسین و جمیل چہرہ متغیر ہے۔ آپ اپنا کندھا کسی کو بدلنے نہیں دیتے۔ نہیں۔ یہ عفت جا رہی ہے۔ بہت چاہتی تھی مجھے۔